قرآنِ مجید میں رنگوں کا تذکرہ

جمع وترتیب
غلام مصطفےٰ فاروق

ساقی ارباب ذوق
0305 6406067
PDF Book Company

26-02-2023

ساقی ارباب ذوق

PDF BOOK COMPANY

مدد، مشاورت، تجاویز اور شکایات :

Muhammad Husnain Siyalvi
0305-6406067
Sidrah Tahir
0334-0120123
Muhammad Saqib Riyaz
0344-7227224

برقی کتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید میں رنگوں کا تذکرہ

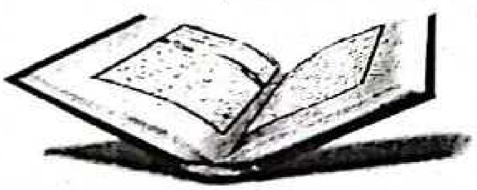

ارباب ذوق
0305 6406067
PDF Book Company

قرآنِ مجید میں رنگوں کا تذکرہ

جمع وترتیب
غلام مصطفےٰ فاروق

نظرثانی
فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

تقدیم
محمد طیب محمدی

کتاب سرائے
بیت الحکمت لاہور کا اشاعتی ادارہ
الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

ساقی ادبی ذوق
0305 6406067
PDF Book Company

بیاد
پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ
۱۹۴۷-۲۰۰۹

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۱۴۳۵ ہجری ۲۰۱۴ء

نام کتاب : قرآن مجید میں رنگوں کا تذکرہ

تصنیف : غلام مصطفیٰ فاروق

اہتمام : بیت الحکمت، لاہور

مطبع : شفیق پریس، لاہور

ڈسٹری بیوٹرز

فضلی بک سپر مارکیٹ
اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 32212991-32629724

کتاب سرائے
پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، مشہران کتب خانہ جات
فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور فون: 37320318-37239884
ای میل: Kitabsaray@hotmail.com

ساقی ارباب ذوق
0305 6406067
PDF Book Company

فہرست مضامین

مقدمہ 16
تقدیم 20
حرفِ آغاز 25
رنگوں کا تذکرہ قرآن میں 29

پہلا باب: رنگ اور قرآن

رنگ کے لیے دو الفاظ 33
"صِبْغَةٌ" کا معنیٰ و مفہوم 33
لفظ "صِبْغَة" قرآنِ حکیم میں 33
اللہ کا رنگ: 34
توضیح: 35
لفظ "لَوْنٌ" کی لغوی وضاحت: 35
لفظ "لَوْنٌ" بمعنی رنگ کی تفصیل: 35
لفظ "لَوْنٌ" کا قرآن میں تذکرہ: 36
① قصہ بقرہ میں رنگ کا ذکر: 36
② پھلوں کے رنگ الگ الگ 37

0305 6406067 PDF Book Company

③ پتھروں کے رنگ جدا جدا: 37
④ نباتات کے رنگ مختلف: 37
⑤ فصلات کے رنگ متفرق: 38
⑥ شہد کے رنگوں میں فرق: 38
⑦ انسانوں کے رنگ جدا جدا: 39
✿ لفظ لَوْنٌ اور صِبْغَۃٌ کے معنی میں ذیلی فرق: 39

دوسرا باب: 1- سفید رنگ = ''ابیض''

✿ سفید رنگ کے لیے چھے الفاظ: 40
✿ الفاظ کی لغوی وضاحت: 40
✿ سفید رنگ اور قرآنی آیات: 41
①، ② اہل جنت کے سفید چہرے: 42
③ جنتی حوروں کا رنگ سفید: 42
④ مشروب جنت کا رنگ سفید: 43
⑤ بعض پتھروں کا رنگ سفید: 43
⑥ صبح کی سفید دھاری: 44
⊙ سفید دھاری سے مراد: 44
⊙ حدیث میں وضاحت: 45
⑦ غم سے سفید آنکھیں: 45
⊙ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی جانے کی وجہ: 45

0305 6406067
PDF Book Company

⑧,⑨,⑩,⑪,⑫ سفید ہاتھ:........................ 46

⊙ "بغیر عیب اور روگ کے" کا مطلب: 47

❁ سفید رنگ کے احکام 49

✻ پہلی حدیث:........................ 49

⊙ امام شوکانی رحمہ اللہ:........................ 50

✻ دوسری حدیث: 50

✻ سفید لباس کا حکم: 52

⊙ توضیح:........................ 52

✻ سفید کفن: 53

⊙ توضیح:........................ 54

✻ فرشتے سفید لباس میں: 54

⊙ مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ: 54

تیسرا باب: 2- سیاہ رنگ = "أَسْوَدُ"

❁ سیاہ رنگ کے لیے پانچ الفاظ:........................ 55

❁ پہلا لفظ "اَلْاَسْوَدُ" "سیاہ رنگ": 55

❁ لغوی وضاحت: 56

❁ "اَسْوَدُ" سیاہ رنگ کا قرآن میں تذکرہ: 56

① کافروں کے چہرے سیاہ:........................ 56

⊙ توضیح وتشریح:........................ 57

② جھوٹے کا منہ سیاہ: 57
⊙ توضیح وتفسیر: 58
③ سیاہ دھاری: 58
⊙ توضیح وتفسیر: 59
④ سیاہ پہاڑ: 59
⑤ بیٹی کی ولادت پر چہرے سیاہ: 61
⑥ منہ پر سیاہی: 62
⊙ توضیح وتفسیر: 62
✿ دوسرا لفظ "غَرَابِیب" "گہرے سیاہ": Intense black 63
❊ لفظ "غَرَابِیب" کی لغوی وضاحت: 63
❊ غَرَابِیب "گہرے سیاہ" کا ذکر قرآن میں: 64
✿ تیسرا لفظ، اَحْوٰی "کالا سیاہ مائل بہ سبزی" 64
❊ اَحْوٰی کی لغوی وضاحت: 64
❊ اَحْوٰی "کالا سیاہ مائل بہ سبزی" کا قرآن میں تذکرہ: .. 65
⊙ شرح وتفسیر: 65
✿ (چوتھا لفظ) قَتَرَ "دھوئیں جیسا سیاہ" 66
❊ قَتَرَ کی لغوی وضاحت: 66
❊ قَتَرَۃٌ "دھوئیں جیسا سیاہ" کا قرآن کریم میں تذکرہ: 67
① اہل جنت کے سیاہی سے محفوظ چہرے: 67
⊙ شرح وتفصیل: 67

ساقی ارباب ذوق
0305 6406067
PDF Book Company

④ کافروں کے سیاہ چہرے:............ 68
⊙ شرح وتفصیل:............ 68
⑤ مِدَادَ ''روشنائی، سیاہی'' INK............ 69
※ لفظ ''مِدَادَ'' کی لغوی وضاحت:............ 69
※ مِدَادَ ''سیاہی'' کا قرآن میں تذکرہ:............ 69
⊙ شرح وتفصیل:............ 70
✿ پانچوں الفاظ کے معنیٰ میں ذیلی فرق:............ 70
✿ سیاہ رنگ کے احکام............ 71
※ سیاہ لباس اور رسول اللہ ﷺ:............ 71
※ سیاہ کپڑا اور آثارِ صحابہ:............ 77
⊙ الشیخ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ:............ 78
※ سوگ و ماتم اور سیاہ لباس:............ 79
⊙ ملا علی قاری رحمہ اللہ:............ 80
⊙ علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ:............ 80
⊙ فتاویٰ عالمگیری:............ 80
⊙ الشیخ العثیمین رحمہ اللہ:............ 81
⊙ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ:............ 82
※ سیاہ لباس اور شیعہ کتب:............ 82
※ سیاہ رنگ اور توہم پرستی:............ 84
⊙ کالے رنگ کا بکرا:............ 85

PDF Book Company 0305 6406067

* سیاہ خضاب کا مسئلہ: 86
⊙ توضیح: 87
⊙ علامہ نووی رحمہ اللہ: 88

چوتھا باب: 3- سرخ رنگ = "اَلْأَحْمَرُ"

❁ "حَمَرَ" کی لغوی وضاحت: 89
❁ سرخ رنگ کا قرآن میں تذکرہ: 89
* تشریح وتفسیر: 90
❁ سرخ لباس کے بارے میں احکام و ہدایات 90
❁ سرخ رنگ کے لباس کے جواز پر دلالت کرنے والی چند احادیث: . 90
❁ سرخ رنگ کے لباس کی ممانعت پر دلالت کرنے والی چند روایات: .. 94
* توضیح: 94
* فائدہ: 95
* تطبیق احادیث: 95
* الشیخ محمد بن صالح المنجد حفظہ اللہ: 96
* سرخ رنگ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا موقف: 96
* حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ: 98
* الموسوعة الفقهية: 99

پانچواں باب: 4- سبز رنگ "الاخضر"

❁ سبز رنگ کے لیے قرآنی الفاظ: 100

سبز رنگ کے لیے قرآنی الفاظ کی لغوی وضاحت: 100

سبز رنگ کا تذکرہ قرآن میں 101

① سبز شاخیں کونپلیں: 101

⊙ شرح وتفسیر: 102

② سبز درخت سے آگ: 103

⊙ شرح وتفسیر: 103

③ بارش سے زمین سرسبز: 104

⊙ شرح وتفسیر: 104

④ جنت میں سبز قالین: 105

⊙ عَبْقَرِیّ کا مفہوم: 106

⑤ اہلِ جنت کے سبز ریشمی لباس: 107

⊙ شرح وتفسیر: 108

⑥ سونے کے کنگن اور ریشمی لباس: 109

⊙ بظاہر تعارض کا جواب: 109

⊙ ایک سوال: 110

⊙ جواب: 110

⑦ سات سبز بالیاں: 110

⑧ سات سبز خوشے: 111

⊙ شاہ مصر کے خواب کی تفصیل: 111

سبز رنگ کا استعمال و احکام 114

* پہلی دلیل: 114
⊙ توضیح: 114
⊙ علامہ شوکانی رحمہ اللہ: 115
* دوسری دلیل: 115
⊙ توضیح: 115
* تیسری دلیل: 116
* چوتھی دلیل: 116
* پانچویں دلیل: 117
⊙ توضیح: 117
* چھٹی دلیل: 118
✿ سبز پگڑی اور ''دعوتِ اسلامی'' 119
* یہود کا طرزِ عمل: 119
* مفتی غلام سرور قادری کا فتویٰ: 120
* سبز عمامہ کی سنت اور شریعت میں کوئی اصل نہیں (امام کتانی): .. 123
⊙ نوٹ: 126

چھٹا باب: 5- نیلا رنگ = ''اَلْأَزْرق''

✿ نیلے رنگ کے لیے قرآنی الفاظ: 127
* ''زُرْقًا'' کی لغوی وضاحت: 127
✿ نیلا رنگ اور قرآنی آیات: 128

- اہلِ جہنم کے منہ سیاہ اور آنکھیں نیلی: 128
- "زُرْقاً" کا مفہوم: 129
- نیلے رنگ کے احکام: 131

ساتواں باب: 6- زرد رنگ = "صُفْرَةٌ"

- زرد رنگ کے لیے قرآنی الفاظ: 132
- زرد رنگ کے لیے آنے والے الفاظ کی لغوی وضاحت: 132
- زرد رنگ کے لیے قرآنی آیات 133
- ① زرد گائے: 133
- ② زرد اونٹ: 133
- شرح وتفسیر: 134
- ③ زرد کھیتی: 134
- شرح وتفسیر: 134
- ④ پکی ہوئی زرد کھیتی: 136
- زندگی کی بہترین مثال: 136
- ⑤ ناپائیدار حیاتی پر عمدہ تمثیل: 137
- انسانی اور نباتاتی زندگی کا تقابل: 138
- زرد رنگ کے احکام 140
- زرد رنگ کا جواز: 140
- پہلی حدیث: 140

0305 6406067 PDF Book Company

❊ دوسری حدیث: 141

❊ تیسری حدیث: 142

❊ چوتھی حدیث: 143

⊙ زعفرانی رنگ کی ممانعت: 144

⊙ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ: 144

⊙ توضیح: 145

⊙ الشیخ محمد بن صالح المنجد حفظہ اللہ: 145

⊙ امام نووی: 146

⊙ الموسوعة الفقهية: 147

⊙ مخصوص لباس اور اسوۂ نبوی ﷺ: 148

❊ زرد رنگ کا خضاب: 148

آٹھواں باب: 7- گلابی رنگ = وَرْدَةٌ

❀ گلابی رنگ کے لیے الفاظ: 150

❀ الفاظ کی لغوی وضاحت: 150

❀ گلابی رنگ اور قرآنی آیات: 151

❀ آسمان کا پھٹ کر گلابی ہوجانا: 151

❀ گلابی رنگ کے احکام 153

❀ گلابی رنگ عورتوں کے لیے جائز ہے 153

❊ پہلی حدیث: 153

0305 6406067 PDF Book Company

* دوسری حدیث: 154

نواں باب: 8- گہرا چمکیلا = فَاقِعٌ

❀ گہرے چمکیلے رنگ کے لیے قرآنی الفاظ: 156
❀ فَاقِع ''گہرا چمکیلا'' کی لغوی وضاحت: 156
❀ گہرا چمکیلا ''فَاقِعٌ'' رنگ اور قرآنی آیات: 157
* قصۂ بقرۃ کی تفصیل: 158

دسواں باب: 9- گہرا سبز سیاہی مائل = اَدْھَمُ

❀ گہرے سبز رنگ کے لیے قرآنی الفاظ: 161
❀ مُدھَآمَّتَانِ کی لغوی وضاحت: 161
❀ گہرا سبز رنگ اور قرآنی آیات: 162
* شرح وتفسیر: 162

❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ، وَ نَسْتَعِیْنُہٗ، وَ نَسْتَغْفِرُہٗ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا، وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ. **أَمَّا بَعْدُ:**

قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

- قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا کلامِ پاک ہے، جو مصادرِ شریعت میں سے اوّلین مصدر ہے۔
- یہ نبیِ اکرم ﷺ کا معجزۂ خالدہ اور خوشگوار زندگی کے لیے کامل و شامل آسمانی دستور ہے۔
- یہ قرآنِ کریم تمام جن وانس کے لیے ذریعۂ ہدایت اور خزینۂ رحمت ہے۔
- جو اس کے احکام پر عمل پیرا ہو، اسے اللہ تعالیٰ عروج وترقی کی رفعتوں سے آشنا کرتا ہے اور اسے پسِ پشت ڈالنے والوں کو تنزل و اِدبار سے دوچار کر دیتا ہے۔
- قرآنِ کریم حصولِ اجر وثواب کا وہ ذریعہ ہے، جس کا صرف ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔

- قرآنِ کریم قلبی و روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا کا باعث ہے۔
- قرآنِ کریم سیکھنے والے کے لیے جنت کی راہیں آسان کر دی جاتی ہیں۔
- قرآنِ کریم زہریلے جانوروں کے زہر کا تریاق ہے۔
- یہ آسیب و مرگی اور نظرِ بد زائل کرنے کا تیر بہ ہدف نسخہ ہے۔
- یہ تعویذ گنڈوں، جادو ٹونوں اور شیطانی وساوس کا رحمانی علاج ہے۔
- ابلیسِ لعین سے انسان کو بچانے کے لیے یہ قرآن حارس (Guard) کا کام کرتا ہے۔
- قرآنِ کریم حصولِ خیر و برکت کا دروازہ، اللہ سے اپنی حاجات پوری کروانے کا ذریعہ اور فراوانیِ رزق کا باعث ہے۔
- یہ قرآن دنیوی و برزخی اور اخروی زندگی کی تمام مشکلات سے نجات دہندہ ہے۔
- قرآنِ کریم کے اتنے فضائل و برکات اور فوائد و ثمرات ہیں، جن کے تذکرے کے لیے ؏

سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

قرآنِ کریم کی تفسیر چونکہ تمام علوم میں سے علی الاطلاق اشرف و افضل اور اعلیٰ ترین علم ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی نے پورے قرآنِ کریم کی مکمل و مفصل تفسیر لکھی، کسی نے ترجمہ و حواشی رقم فرمائے، کسی نے صرف ترجمہ کیا اور کسی نے صرف حاشیہ لکھا۔ بعض اہلِ علم نے محض تفسیری اجزا تحریر فرمائے۔ مثلاً کسی نے متعدد سورتوں کی تفسیر، کسی نے تفسیر سورت یوسف، کسی نے تفسیر سورۃ الحجرات، کسی نے تفسیر سورۃ الضحیٰ، کسی نے تفسیر المعوذتین لکھی اور بعض اہلِ علم نے مختلف

سورتوں، قرآنی واقعات وقصص اور معوذتین کے فضائل و مسائل پر محاضرات (لیکچرز) دیے ہیں، جو تحریری شکل میں آجانے کے ساتھ ساتھ آڈیو، ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز میں بھی موجود ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ہمارے فاضلِ عزیز جناب مولانا غلام مصطفیٰ فاروق، مدیر مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ (سیالکوٹ)، کی تالیفِ لطیف ہے۔

موصوف کی اس سے پہلے بھی کئی کتب مارکیٹ میں آچکی ہیں اور قارئینِ کرام سے اعتبار و وقار حاصل کر چکی ہیں، جن میں سے ایک کتاب ''آدابِ دعا'' مطبوعہ ۱۴۲۵ھ ان کی پہلی کتاب تھی، جس کی تالیف ہمارے اور ان کے اشتراک سے عمل میں آئی تھی اور مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔

ان کی دوسری کتاب ''دوہرے اجر کے مستحق لوگ'' ۱۴۳۰ھ میں، تیسری کتاب ''اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ فخر لوگ'' ۱۴۳۱ھ میں، ''یہ اعمال اپنائیں اور حج کا ثواب پائیں'' ۱۴۳۲ھ میں اور چوتھی کتاب ''احکامِ سترہ'' ۱۴۳۳ھ میں شائع ہوئی۔

یہ آخر الذکر چاروں کتابیں کتاب سرائے لاہور کے اہتمام سے منظرِ عام پر آئی ہیں، جو اپنے اپنے موضوع پر مفید مواد پر مشتمل ہیں، تاہم یہ پانچویں زیرِ نظر کتاب صرف مفید ہی نہیں ایک انوکھے بلکہ اچھوتے موضوع پر لکھی گئی ہے، جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق اردو کتب اس عنوان سے تاحال خالی تھیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے، مزید توفیقِ خیر سے نوازے اور قارئینِ کرام کے لیے اسے استفادے کا ذریعہ بنائے۔
آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

.حررنی **ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین**
۱۴۳۴/۲/۵ھ ترجمان سپریم کورٹ، الخبر
۲۰۱۲/۱۲/۱۸ء وداعیہ متعاون، مراکز دعوت وارشاد
الخبر، الراکہ، الدمام۔سعودی عرب
www.mohammedmunirqamar.com

تقدیم

از مصنف کتبِ کثیرہ مولانا طیب محمدی (مدیر ادارہ تحقیقاتِ سلفیہ گوجرانوالہ)

تمام تعریفیں اس خالقِ کائنات کے لیے ہیں، جس نے اس کائنات کو رنگوں سے مزین کر کے جمالِ حسین بخش دیا۔

آسمان کو نیلا اور زمین کو سبزہ عطا کر کے حسن کا کمال بکھیر دیا۔ دن کو سفید روشن اور رات کو تاریک کر کے کارخانۂ قدرت کا نظام مرتب کیا۔ باغوں میں رنگ برنگے پھول کِھلا کر اور صحراؤں میں پہاڑ نصب کر کے زیبائی اور رعنائی بخش دی۔

یہ کائنات مختلف رنگوں سے مزین ہے۔ خالق نے ہر چیز کو ایک فطری رنگ عطا کیا ہے، وہ پودوں کو بتدریج پیلا، سبز اور سرخ رنگ میں تبدیل کرتا ہے۔ وہ پرندوں کے پَروں کو سات رنگوں سے رنگتا ہے کہ یہ رنگ دیکھنے والے کو کیف و سرور مست کر کے خالق کی حمد و ثنا پر مجبور کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں پھیلی اپنی قدرت کو اپنے وجود اور وحدانیت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اور چیلنج کیا کہ اگر وہ نہیں تو پھر اس کا نام لو، جس نے یہ رنگین کائنات بنائی ہے؟ اربوں سال گزرنے کے باوجود سائنس دان اور فلاسفر بھی ورطۂ حیرت میں مبتلا ہیں کہ یہ نظام کسی انسانی طاقت سے ماوراء ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کے اثبات کے لیے موجودات میں سے نباتات، جمادات، حیوانات اور ماکولات و مشروبات کے رنگوں کا ذکر بھی کیا ہے،

پھر ان میں غور وفکر کی دعوت دی ہے، تاکہ انسان ان کا مشاہدہ کر کے پکار اٹھے:

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

[آل عمران: ۱۹۱]

''اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

سورۃ الفاطر میں نباتات، جمادات اور حیوانات کے رنگوں کا تذکرہ کر کے فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ﴾ [الفاطر: ۲۸]

''اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے صرف جاننے والے ہی ڈرتے ہیں، بے شک اللہ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے۔''

سورۃ النحل میں نباتات کے مختلف رنگوں کا تذکرہ کر کے فرمایا:

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ۱۳]

''بیشک اس میں بھی بڑی بھاری نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔''

سورۃ الزمر میں نباتات کے رنگوں کا تذکرہ کر کے عقل والوں کو تنبیہ کی:

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ [الزمر: ۲۱]

''بلاشبہ کھیتی کی اس ابتدا و انتہا میں اہلِ عقل کے لیے بڑی نصیحت ہے۔''

سورۃ النحل میں شہد کے مختلف رنگوں کا تذکرہ فرما کر غور وفکر کی دعوت دی:

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ۱۱]

''بلاشبہ اس میں بڑی بھاری نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔''

سورۃ الروم میں انسانوں کے مختلف رنگ ذکر کر کے علما کو متنبہ کر دیا:

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ﴾ [الروم: ۲۲]

''بیشک اس میں بھی بڑی بھاری نشانیاں ہیں علم کی روشنی رکھنے والوں کے لیے۔''

انسان اگر اس کائنات میں بکھرے ہوئے رنگوں میں غور وفکر کرے تو اسے خالقِ کائنات کی معرفت کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوگی۔ آیئے ہم بھی ان رنگوں کی تھوڑی سی حقیقت معلوم کرتے ہیں:

جب سورج کی روشنی انعکاسی شیشہ سے گزرتی ہے تو وہ بکھر جاتی ہے، اس کو Prissmatic Spestrum کہتے ہیں۔ اس روشنی کو پرزم سے کچھ فاصلے پر سفید چادر یا سکرین پر ڈالی جائے تو سکرین پر چھے مختلف رنگ قوس قزح کی صورت میں نظر آئیں گے۔ ان میں سے تین رنگ بنیادی ہوتے ہیں: ① زرد، ② نیلا، ③ سرخ۔ یہ وہ بنیادی رنگ ہیں، جن کو کسی دوسرے رنگ کی آمیزش سے نہیں بنایا جا سکتا۔ اس لیے بنیادی رنگ کہلاتے ہیں اور تین رنگ سبز، جامنی اور نارنجی ثانوی رنگ کہلاتے ہیں۔ یہ دو رنگوں کی آمیزش سے بنتے ہیں۔ مثلاً: زرد اور نیلا ملانے سے سبز رنگ۔ نیلا اور سرخ ملانے سے جامنی رنگ، سرخ اور زد ملانے سے نارنجی رنگ۔ ان بنیادی اور ثانوی رنگوں کے علاوہ کچھ رنگ آس پاس کے رنگوں کی آمیزش سے بنتے ہیں، جو غیر ثانوی رنگ کہلاتے ہیں، مثلاً: زردی مائل، سبز۔ زردی مائل نارنج۔ نیلاہٹ مائل سبز۔ نیلاہٹ مائل جامنی۔ سرخ مائل جامنی۔ سرخی مائل نارنجی۔

رنگوں کی خاصیت:

رنگ اپنی خاصیت کی وجہ سے گرم اور سرد کیفیت پیدا کرتے ہیں، مثال

کے طور پر زرد، نیلا اور سرخ گرم ہوتے ہیں، کیوں کہ یہ آگ اور سورج کی تپش کو ظاہر کرتے ہیں، جب کہ سفید اور کاسنی سرد رنگ کہے جا سکتے ہیں، کیوں کہ ان کی مناسبت پانی، آسمان، ہرے بھرے درختوں اور پودوں سے ہے۔ رنگ اور ان کے امتزاج سے جو دل آویزی کسی چیز یا کلر میں پیدا کی جاتی ہے، اس میں رنگوں کی خاصیت کا بڑا دخل ہے، گرم اور سرد رنگ ایسی خاصیت کی وجہ سے آگے بڑھتے اور پیچھے کھسکتے معلوم ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک ہی سائز کے دو کمروں میں سے ایک کمرے کی دیواروں پر ہلکا رنگ اور دوسرے کمرے کی دیواروں پر نارنجی رنگ کر دیا جائے تو پیچھے کھسکنے کی خاصیت کے سبب نیلے رنگ والا کمرہ نارنجی رنگ کے آگے بڑھنے کی خاصیت کے سبب بڑا معلوم ہوگا اور صرف رنگ کے استعمال سے کمرے کے بڑے یا چھوٹے ہونے کا دھوکہ ہوگا اور یہی صورت لباس کے استعمال میں پیش آتی ہے۔

روز مرہ کی زندگی میں ہمیں رنگوں کے لا تعداد نام ملتے ہیں: مثلاً سکٹی رنگ، خاکی رنگ، ہلکا گلابی رنگ، آتشی گلابی وغیرہ، یہ رنگ بنیادی اور ثانوی رنگوں کے علاوہ میں جو مختلف رنگوں کی شدت کی وجہ سے بدلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

کچھ اس کتاب کے متعلق:

کتاب لکھنا آسان کام نہیں، ایک مصنف کو کسی بھی کتاب کی تصنیف کے لیے کتنی محنت، جانکاہی اور جگر کاوش کرنی پڑتی ہے، اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں، جن کو کبھی ان سخت جان مراحل سے گزرنے کا اور مطالعہ کی وادی پُر خار کی آبلہ پائیوں کا اور بحر علم کی غواصی کر کے اس کی تہہ سے لعل و جواہر اور گوہر پائے آبدار نکالنے کا اتفاق ہوا ہو۔ مولانا غلام مصطفیٰ فاروق ﷾ نے رنگوں کی معلومات

کے لیے کتنی ہی رنگین وادیوں کا سفر کیا ہوگا اور کتنی راتوں کو آنکھوں میں اتارا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور ہمیں قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا نے رنگوں سے متعلق کتاب و سنت سے دلائل یکجا کر دیے ہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے دس ابواب قائم کرتے ہوئے نو رنگوں کا تذکرہ کیا ہے، جو قرآنِ کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے کسی رنگ سے متعلق قرآنی الفاظ ذکر کرتے ہیں، پھر اس کی لغوی تشریح کرتے ہیں، جو عربی دان طبقے کے لیے ایک معلوماتی خزانہ ہے۔ لغوی تشریح کے لیے وہ ائمہ لغت کا بحوالہ کلام پیش کرتے ہیں، پھر ان رنگین چیزوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو اس رنگ سے مزین ہیں، پھر اس رنگ کے احکام بیان فرماتے ہیں، جو قرآن و سنت میں بیان ہوئے اور ان احکام کی وضاحت ائمہ محدثین سے نقل فرماتے ہیں۔

یوں یہ کتاب اپنے پڑھنے والے کو کسی ایک رنگ کے متعلق تین چیزیں مہیا کرتی ہیں: ① رنگ کے عربی و قرآنی الفاظ۔ ② اس رنگ سے مزین چیزوں کی خبر۔ ③ اس کے رنگ کے شرعی احکام۔ یعنی اس رنگ کے استعمال کی حلت و حرمت کے متعلق تفصیلی معلومات، جن کا جاننا ایک مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہے، تاکہ وہ شریعت کے منع کردہ رنگوں سے اجتناب کرے اور اللہ کا فرمانبردار بن کر رہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا غلام مصطفیٰ فاروق حفظہ اللہ کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے اور اس کتاب کو ان کے لیے اور پڑھنے والوں کے لیے ذریعہ نجات اور ان کے درجات بلند کر دے۔ آمین

والسلام

محمد طیب محمدی

حرفِ آغاز

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ، وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. أَمَّا بَعْدُ:

یہ کتاب ''قرآنِ کریم میں رنگوں کا تذکرہ'' دراصل ماہنامہ ''تنویر الھدیٰ'' ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں چھپے ہوئے مضامین کا مجموعہ ہے۔ ابتدائی طور پر صرف ان قرآنی آیات کو مع ترجمہ وتفسیر لکھا گیا تھا، جن میں کسی بھی رنگ یا کلر کا ذکر ہوا۔ جب یہ سلسلہ بالاقساط چھپنا شروع ہوا تو ہمارے کچھ قارئین نے مشورہ دیا کہ قرآنِ کریم میں جن رنگوں کا بیان ہوا ہے، ان کی تفصیل کے ساتھ ساتھ اگر ان رنگوں اور کلر کے شرعی احکام و ہدایات بھی ذکر کر دیے جائیں تو یہ کتاب قارئین کے لیے زیادہ مفید، سودمند اور نفع آور ہوگی۔

سو ان کے مشورہ، تجویز اور ڈیمانڈ کو مدِنظر رکھتے ہوئے، اس کتاب میں ''رنگوں کے احکام وہدایات'' کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں میرے بڑے ہی محسن واجب الاحترام فضیلۃ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ ترجمان سپریم کورٹ الخبر، سعودی عرب نے ''رنگوں کے احکام'' والے حصہ پر بالخصوص اور باقی کتاب پر بالعموم نظرِ ثانی فرمائی اور کئی جگہ پر بالاختصار نوٹ لکھے

جو ان کے نام سے ہی کتاب میں درج ہیں، میں ان کے اس علمی تعاون پر ان کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ جزاه الله في الدين خيراً.

رحمتِ عالم، رسولِ مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ))

''جو شخص اپنے محسنوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔''

میں ممنون ہوں جامع مسجد محمدی (ریحان چیمہ) کے خطیب و مدرس مولانا سید محمد اسلم سلیم ﷾ کا، جنھوں نے اپنے قیمتی وقت سے فرصت نکال کر اسے چیک کیا اور پروف ریڈنگ کی۔

میں اپنے قریبی دوستوں بالخصوص حافظ عابد الٰہی صاحب (مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''تنویر الہدیٰ'' ڈسکہ) اور مولانا طیب محمدی (مدیر ادارہ تحقیقاتِ سلفیہ گوجرانوالہ) کا بھی شکر گزار ہوں، جو مجھے اپنی قیمتی آرا سے نوازتے اور حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

علاوہ ازیں میں ان تمام قدیم و جدید مصنفین و مولفین، علما و مشائخ اور مفسرینِ قرآن کے لیے بھی دعا گو ہوں، جن کی علمی کتب سے میں نے استفادہ و استفاضہ کیا ہے۔ دراصل یہ تحریر انہی مصلحینِ امت کے افکارِ عالیہ سے خوشہ چینی کر کے مرتب کی گئی ہے۔

میں اپنے بھائی محمد نواز جونده و اخوانہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں، اگر ان کا مالی تعاون نہ ہوتا تو نہ جانے کب تک یہ کام مسودہ کی صورت میں ہی پڑا رہتا۔

میں دعا گو ہوں پروفیسر عبد الجبار شاکر ؒ کے صاحبزادوں، بالخصوص دینی کتب کے معروف ناشر محترم جمال الدین افغانی ﷾ (مدیر ''کتاب سرائے''

لاہور) کے لیے جنھوں نے اپنے ادارہ کی طرف سے اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام وانتظام کیا۔ جزاهم الله أحسن الجزاء.

میں اس موقع پر اہلِ علم حضرات سے بھی یہ درخواست کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس کتاب میں کوئی علمی فروگذاشت پائیں تو اسے میری کوتاہیِ علم پر محمول کریں اور اس سے آگاہ کر کے ممنون فرمائیں، تاکہ آئندہ طبع کے موقع پر اس کی اصلاح اور تلافی کی جا سکے۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا و التجا ہے کہ وہ ہمیں خالص اپنی رضا مندی وخوشنودی کے لیے اعمالِ صالحہ کی توفیق سے نوازے اور اس حقیر سے خدمتِ قرآنی کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اس کاوش کو میرے لیے، میرے اساتذہ کرام، والدین، رفقا و معاونین، قارئین و ناشرین کے لیے دنیا و آخرت کی نجاح و فلاح کا سبب بنائے اور ہم سب کو خدمتِ دین کی توفیقِ مزید سے نوازے اور روزِ قیامت قرآن و سنت کے خدمت گزاروں کے ساتھ جگہ نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا، رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ، وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا، وَارْحَمْنَا، أَنْتَ مَوْلَانَا، فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾

والسلام

غلام مصطفی فاروق

ریحان چیمہ، تحصیل سمبڑیال

سیالکوٹ، پاکستان

۶/۱/۲۰۱۴

رنگوں کا تذکرہ قرآن میں

خالق کائنات، مالک ارض و سماء، مصور جہاں نے دنیا و جہاں کی ہر چیز کو صرف پیدا ہی نہیں کیا، بلکہ اس صانع نے اپنی صنعت کو وہ زیبائی، رعنائی اور دلربائی عطا کی ہے، وہ درخشانی، تابانی، دلکشی اور جمال بخشا ہے اس سے بہتر اسے رنگ و روپ دیا جا سکتا ہی نہیں۔ اس نے اگر نگاہ دی ہے تو نگاہ نوازی کے لیے کائنات کا حسن بے حجاب بھی ہے، جو ہر صاحب ذوق انسان کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ چمن میں پھولوں کی رنگینیاں دیکھنے والی ہر آنکھ کو کیف و سرور بخشتی ہیں۔

غور کریں! اگر اس دنیا میں پھول ہوتے، مگر ان میں رنگ و چمک اور خوشبو نہ ہوتی، زمین ہوتی، مگر اس میں شادابی نہ ہوتی، کھیت ہوتے، مگر ان میں سبزہ نہ ہوتا، گلستان ہوتے، مگر ان میں رنگا رنگ بیل بوٹے اور پھول نہ ہوتے، سیر گاہیں ہوتیں، مگر ان میں ہریالی نہ ہوتی تو ہماری زندگی کتنی بے رونق و بدنما ہوتی۔ رنگوں کے بغیر کائنات کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ رنگوں سے ہی ہماری زندگی میں رونق، دلکشی، اور بہار ہے۔

قدرتی مناظر جن کو دیکھ کر خوشی اور سکون کا احساس ہوتا ہے وہ بھی اصل رنگوں ہی کے خوشگوار امتزاج کا نتیجہ ہے۔ ہم رنگ و بو کی ایسی دنیا میں بسیرا کیے ہوئے ہیں، جسے قدرت نے مختلف النوع رنگوں سے مزین کیا ہے، قسما قسم کلروں سے سجایا ہے، گونا گوں ''اَلْوَان'' سے ملون کیا ہے اور رنگا رنگ رنگوں سے رنگین بنایا ہے۔

ہم کبھی کبھی سوچتے ہیں کہ یہ رنگ اور کلر کہاں سے آجاتے ہیں؟ پوری کائنات مختلف رنگوں سے بھری پڑی ہے جس طرف بھی دیکھیں رنگ ہی رنگ ہیں، ہر طرف جمال بکھرا پڑا ہے، کوئی جمیل تو ضرور ہے جس نے کائنات کو یہ رنگ و روپ، یہ چمک، یہ چاندنی، اور یہ رنگینیاں دے کر جمال بخشا ہے، کوئی ایسا مصور تو ضرور ہے جس کی مصوری میں کوئی جھول ہی نظر نہیں آتی، کوئی خالق تو ضرور ہے، جس کی تخلیق ونقش و نگاری میں کوئی کمی و کجی نہیں۔ ہر ہر رنگ اپنی تصویر میں پوری طرح درست، موزوں اور فٹ ہے، کوئی رنگ کسی جگہ بھدا اور ناقص معلوم نہیں ہوتا۔

﴿ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ﴾ [المؤمنون: ١٤]

الگ الگ سب کے رنگ و خصلت، جدا جدا سب کے قد و قامت
جو سارے چہرے تراشتا ہے، وہی اللہ ہے، وہی اللہ ہے
ہے علم میں جس کے ذرہ ذرہ، گرفت میں جس کی ہے زمانہ
جو دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے، وہی اللہ ہے وہی اللہ ہے
وہ جس نے دی مختلف زبانیں، تخیل و عقل کی اڑانیں
جو کشتی فن کا ناخدا ہے، وہی اللہ ہے وہی اللہ ہے
وہ جس کی حکمت کی سرفرازی، وہ جس کی قدرت کی کارسازی
ہر اک ذرہ میں رونما ہے، وہی اللہ ہے وہی اللہ ہے
وہ بے حقیقت سا ایک دانہ، جو آب و گِل میں پالنے والا
جو اس میں کونپل نکالتا ہے، وہی اللہ ہے وہی اللہ ہے

ایک درخت پر غور کریں کہ ایک ننھا سا بیج ہم زمین میں دبا دیتے ہیں، پھر اس میں ایک خوبصورت نازک سی سبز رنگ کی کونپل نکل آتی ہے۔ کیا یہ رنگ

اس بیج میں ہم نے ڈالا تھا؟ پھر اس پر خوبصورت رنگین پتے نکل آتے ہیں، تنے کا رنگ تبدیل ہونے لگتا ہے، شاخوں پر مختلف رنگ کی کونپلیں کھلنے لگتی ہیں، نیلے پیلے، سرخ و سفید اور دیگر قسما قسم رنگوں کے پھول کھلنے لگتے ہیں۔ حتی کہ ایک ہی پھول کی ایک پنکھڑی مختلف رنگوں کی بہار دکھا رہی ہوتی ہے۔ اس پنکھڑی پر مختلف رنگ اس تناسب سے لگے ہوتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

کیا یہ سارے رنگ اس ننھے سے بیج میں ہم نے انجیکٹ کیے تھے؟! ہرگز ہرگز نہیں، بلکہ اس احسن الخالقین نے اعلان فرمایا:

﴿ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِؤُنَ﴾ [الواقعة: ٧٢]

''اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں؟''

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ﴾ [الفاطر: ٢٧]

''کیا آپ نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعے سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے، اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں سفید اور سرخ اور ان کی رنگتیں بھی مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ۔''

بقول ذوق دہلوی:

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

دنیا و جہاں میں رنگ اور کلر تو بہت سے ہیں، سارے کے سارے رنگ اسی احسن الخالقین اور مصور عالم کے تخلیق کردہ ہیں۔ لیکن ہم اپنے اس مضمون میں صرف ان کلرز اور رنگوں کا ہی تذکرہ کریں گے جن کا ذکر رب العالمین و احسن الخالقین نے اپنی کتاب مبین میں کیا ہے۔ ان کا بیان قرآن کریم میں آجانے کی وجہ سے انہیں دیگر کلرز اور رنگوں پر ترجیح، برتری اور فوقیت حاصل ہوگئی ہے۔ کہ ان کا ذکر و نام کتاب اللہ میں آنے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ و مشہور ہو گیا۔

دوسرا اس لحاظ سے بھی ان رنگوں اور کلرز کو خصوصیت حاصل ہوئی ہے کہ جن قرآنی آیات میں یا جن واقعات کے ضمن میں ان کا ذکر آیا ہے ان واقعات و آیات کی تفصیل و تفسیر کو جاننا، اس کی تشریح و توضیح کو سمجھنا، ان کی تبیین و وضاحت کرنا صرف ایک مشغلہ یا علمی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ باعث ثواب اور موجب اجر عمل ہے۔

پہلا باب:

رنگ اور قرآن

رنگ کے لیے دو الفاظ:

قرآن کریم میں رنگ کے لیے دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

① صِبْغَةٌ "رنگ"

② لَوْنٌ "رنگ"

صبغة کا معنیٰ ومفہوم:

صِبْغَةٌ، رنگ، اسم مصدر ہے۔ رنگ کی ہیئت وکیفیت کو صِبْغَةٌ کہتے ہیں۔

صَبَغَ، بمعنی رنگنا، رنگ چڑھانا: اور صَبَّاغٌ بمعنی رنگریز، صِبْغَةٌ کا لفظ مادی اور معنوی دونوں صورتوں میں مستعمل ہے۔ معنوی صورت میں اس کا معنی کسی انسان پر کسی دوسری چیز کا پیدا کردہ اثر اور رنگ ڈھنگ ہوتا ہے۔ اور (صَبَّغَ بِالْمَآءِ) پانی سے بپتسمہ دینا۔ اور (تَصَبَّغَ فِيْ دِيْنِهٖ) کسی پر دین کا رنگ اچھی طرح چڑھانا، مذہب میں پختہ ہونا۔[1]

لفظ "صِبْغَةٌ" قرآن میں:

صِبْغَةٌ قرآن میں دو جگہ آیا ہے، دونوں بار ہی سورۃ البقرہ (آیت: ۱۳۸) میں:

[1] المنجد، مترادفات القرآن (ص: ٥٤٦) الشیخ عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ.

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ﴾
''اللہ کا رنگ اختیار کرو، اللہ تعالیٰ سے اچھا رنگ کس کا ہوگا؟ ہم تو اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں۔''

اللہ کا رنگ:

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
''نصاریٰ کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا اور اس پر سات دن گزر جاتے تو وہ اسے پانی میں داخل کرتے، جسے وہ معمودیہ کا پانی کہتے تھے: ''فَصَبَّغُوْهُ بِذٰلِكَ'' ''وہ اس پانی میں بچے کو رنگتے'' تا کہ اس کے ساتھ اس کے ختنہ کی جگہ کو پاک کریں، کیوں کہ ختنہ کرنا تطہیر ہے۔ جب وہ ایسا کر دیتے تو کہتے: ''اَلْآنَ صَارَ نَصْرَانِيًّا حَقًّا'' ''اب یہ پکا نصرانی ہوگیا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے ان کا اس پر رد فرمایا۔ ارشاد ہوا: ''صِبْغَةَ اللّٰهِ'' یعنی اللہ کا رنگ بہتر رنگ ہے اور وہ اسلام ہے۔
''دین کو استعارتاً اور مجازاً صِبْغَةَ کہا گیا ہے، کیونکہ اس کے اعمال ظاہر ہوتے ہیں اور دیندار پر اس کی نشانی واضح ہوتی ہے، جس طرح کپڑے پر رنگ کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔''[1]

اصل چیز نیلے پیلے وغیرہ ان ظاہری اور حسی رنگوں کا اہتمام نہیں، جو دنیا کے مختلف گروہوں اور فرقوں وغیرہ میں پایا جاتا ہے، پہلے بھی پایا جاتا تھا اور آج بھی پایا جاتا ہے، اور جگہ جگہ اور طرح طرح سے پایا جاتا ہے، اور جس کے مختلف نمونے آج بھی جگہ جگہ اور طرح طرح سے پائے جاتے ہیں اور جس کو ایسے لوگ بہت کچھ، بلکہ سب کچھ سمجھتے ہیں اور وہ انہی کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ سو اصل چیز یہ نہیں بلکہ اصل

[1] تفسير القرطبي (٢/ ١٤٤، طبع دار الكتب المصرية- القاهرة)

چیز اللہ کا وہ باطنی اور معنوی رنگ ہے، جو قلب و باطن کی دنیا پر چڑھتا ہے اور اس کے آثار و انوار ان کے چہروں اور ظواہر پر نمایاں ہوتے ہیں اور جس سے راہ حق و ہدایت روشن و منور ہو جاتی ہے اور انسان دارین کی سعادت و سرخروئی اور حقیقی فوز و فلاح سے سرشار و سرفراز ہو جاتا ہے اور باطن کا یہ معنوی اور مقدس رنگ چڑھتا ہے، صدق و اخلاص اور ایمان و یقین سے، پس اصل فکر اسی کی کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے حصول اور اس سے سرفرازی کا موقع اسی دنیاوی زندگی میں ہے جو کہ آخرت کے لیے مزرعہ یعنی ایک عظیم الشان کھیتی ہے۔ وبالله التوفيق لمايحب ويريد.

توضیح:

سورۃ المومنون (آیت: ۲۰) میں سالن کو بھی "صِبْغٌ" رنگ کہا گیا ہے۔ کیونکہ روٹی سالن میں ڈبو کر رنگی جاتی ہے۔

﴿وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْاٰكِلِيْنَ﴾

"اور وہ درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا ہے، تیل بھی لیے ہوئے اگتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن بھی۔"

لفظ لَوْنٌ کی لغوی وضاحت:

(لَوْنٌ) اسم، رنگ۔ (اَلْوَانٌ) اسم جمع بہت سے رنگ مفرد (لَوْنٌ)[1]

"لَوْنٌ" کی جمع "اَلْوَانٌ" ہے۔ یہ ایک ہیئت ہے، جیسے کالا، سفید، سرخ۔ "اَللّوان" کا معنی نوع بھی ہے، فَلَانٌ مُتَلَوِّنٌ ۔ إِذَا كَانَ لَا يَثْبِت عَلٰى خَل وَاحِدٍ وَحَالٍ وَّاحِدٍ" (رنگین مزاج شخص جو ایک عادت پر اور ایک حال پر نہ رہتا ہو۔

لفظ (لَوْنٌ) بمعنی رنگ کی تفصیل:

یہ لفظ قرآن کریم کی سات سورتوں میں نو (۹) بار آیا ہے۔ دو بار (لَوْنٌ)

[1] قاموس القرآن، عربی و اُردو، الدكتور عبد الله عباس الندوي، طبع کراچی.

یعنی مفرد اور سات بار جمع یعنی (اَلْوَان)

☆ جب یہ لفظ جمع استعمال ہوا ہے تو کسی ضمیر کی اضافت کے ساتھ ہی ہوا ہے:

اَلْوَانِکُمْ: ''ایک بار''، اَلْوَانُہٗ: ''چار بار''، اَلْوَانُھَا: ''دو بار''

لفظ لَوْنٌ کا قرآن میں تذکرہ:

اب آیئے ان آیات کی تفصیل جانتے ہیں، جن میں رنگ یا کلرز کا تذکرہ لَوْنٌ یا اَلْوَانٌ کے ساتھ قرآن میں کیا گیا ہے۔

① قصہ بقرہ میں رنگ کا ذکر:

سورۃ البقرۃ (آیت: ٦٧، ٦٨، ٦٩) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِکْرٌ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِکَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُھَا قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُھَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَہَ عَلَیْنَا وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ ﴾

''اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے، تو انھوں نے کہا: ہم سے مذاق کیوں کرتے ہو؟ آپ نے جواب دیا: میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ انھوں نے کہا: اے موسیٰ! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کا حلیہ بیان کر دے، آپ نے فرمایا: سنو! وہ گائے نہ تو بالکل بڑھیا ہو، نہ بچھیا، بلکہ درمیانی عمر کی جوان ہو، اب جو

تمہیں حکم دیا گیا ہے بجا لاؤ۔ وہ پھر کہنے لگے کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا ہو؟ فرمایا: وہ کہتا ہے وہ گائے زرد رنگ کی ہو، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہو۔"

② پھلوں کے رنگ الگ الگ، ③ پتھروں کے رنگ جدا جدا:

سورۃ الفاطر (آیت: ۲۷، ۲۸) میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴾

"کیا آپ نے اس بات پر نظر نہیں کی؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے، اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں سفید اور سرخ، کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ۔ اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں، جو علم رکھتے ہیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔"

④ نباتات کے رنگ مختلف:

سورۃ النحل (آیت: ۱۳) میں اعلانِ ربانی ہے:

﴿ وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴾

"اور یہ طرح طرح کی رنگ برنگی اور گوناگوں چیزیں جو اس نے پھیلائیں تمھاری نفع رسانی کے لیے اس زمین میں اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے، بیشک اس میں بھی بڑی بھاری نشانی ہے ان

لوگوں کے لیے جو سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

④ فصلات کے رنگ متفرق:

سورۃ الزمر (آیت:۲۱) میں ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ﴾

"اے انسان! کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ آسمان سے پانی اتارتا ہے، پھر زمین میں اس کے چشمے جاری کر دیتا ہے، پھر وہی اس پانی کے ذریعے سے رنگ برنگ کی کھیتیاں نکالتا ہے، پھر وہ کھیتیاں خشک ہو جاتی ہیں اور تو ان کو زرد دیکھتا ہے، پھر اللہ ان کو چورا چورا کر دیتا ہے۔ بلاشبہ کھیتی کی اس ابتدا و انتہا میں اہلِ عقل کے لیے بڑی نصیحت ہے۔"

⑤ شہد کے رنگوں میں فرق:

سورۃ النحل (آیت: ۶۸، ۶۹) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

"اور دیکھو کس طرح تمھارے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈال دی، کہ تو گھر "یعنی اپنے چھتے" بنا پہاڑوں میں بھی، درختوں میں بھی، اور ان چھتوں میں بھی جو یہ لوگ اس غرض کے لیے بناتے ہیں۔

پھر تو کھا ہر قسم کے پھلوں سے اور ان کے رس چوس، پھر چل نکل اپنے رب کی ہموار کردہ راہوں پر، سو اس کے نتیجے میں اس کے پیٹ سے پینے کی ایک ایسی عظیم الشان چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں، اور اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے، بلاشبہ اس میں بڑی بھاری نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔''

⑥ انسانوں کے رنگ جدا جدا:

سورۃ الروم (آیت: ۲۲) میں خالق کائنات نے فرمایا:

﴿ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴾ [الروم: ۲۲]

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی آسمان اور زمین کی اس عظیم الشان کائنات کا پیدا کرنا بھی ہے، اور تمھاری زبانوں اور رنگتوں کا باہم اختلاف بھی، بیشک اس میں بھی بڑی بھاری نشانیاں ہیں علم کی روشنی رکھنے والوں کے لیے۔''

لفظ لَوْنٌ اور صِبْغَةٌ کے معنی میں ذیلی فرق:

لفظ لَوْنٌ اور صِبْغَةٌ دونوں کا معنی رنگ ہے۔ لیکن ان دونوں کے معنی میں ذیلی فرق یہ بیان کیا گیا ہے:

''لَوْنٌ'' قدرتی رنگ کو کہتے ہیں اور ''صِبْغَةٌ'' وہ رنگ ہے جو خود چڑھایا جائے خواہ وہ مادی ہو یا معنوی۔[1]

---

[1] مترادفات القرآن (ص: ٥٤٦)

دوسرا باب:

① سفید رنگ = ''اَبْیَضُ''

White

سفید رنگ کے لیے چھے الفاظ:

قرآن کریم میں سفید کلر یا سفیدی کو ظاہر کرنے کے لیے ⑥ الفاظ آئے ہیں:

① اِبْیَضَّتْ	② اَلْاَبْیَضُ	③ تَبْیَضُّ
④ بَیْضَآءَ	⑤ بَیْضٌ	⑥ بِیْضٌ

الفاظ کی لغوی وضاحت:

① اِبْیَضَّتْ: سفید ہوگئی، دھمکنے لگی۔ اِبْیِضَاض سے فعل ماضی مؤنث غائب۔
باب اِفْعِلَالٌ اِبْیَضَّ یَبْیَضُّ سفید ہونا، پھرا جانا۔

② اَلْاَبْیَضُ: سفید۔ یہ لفظ بیَاض سے ہے جس کے معنی سفیدی کے ہیں۔
صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ اَلْخَیْطُ الْاَبْیَضُ سے مراد سپیدہ سحر ہے۔

اَبَیْضُ ایک رگ کا نام بھی ہے جو سفید ہونے کی وجہ سے ''اَبَیْضُ'' کہلاتی ہے۔ اہل عرب کے ہاں چونکہ سفید رنگ تمام رنگوں سے بہتر خیال کیا جاتا تھا جیسے کہا گیا ہے:

"اَلْبَیَاضُ اَفْضَلُ وَالسَّوَادُ اَھْوَلُ وَالْحُمْرَۃُ اَجْمَلُ وَالصَّفْرَۃُ اَشْکَلُ"

''سفیدی میں فضیلت زیادہ ہے اور سیاہی میں ہول اور ڈر، سرخی میں جمال زیادہ ہوتا ہے اور زردی میں لبھاوٹ۔''

اس لیے فضیلت و شرافت کے متعلق ''بیاض'' استعمال ہوتا ہے۔

③ بَیْضَاءَ: سفید ''بِیَاضٌ'' سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مونث ہے۔ اس کی جمع بِیْضٌ اور مذکر اَبْیَضُ ہے۔

④ بِیْضٌ: سفید، بَیَاضٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ جمع ہے۔ مذکر اور مونث دونوں کے لیے جمع میں ایک صیغہ رہتا ہے۔ واحد مذکر اَبْیَضُ اور واحد مونث بَیْضَاءُ۔

⑤ بَیْضٌ: انڈے، بَیْضَةٌ کی جمع بحذف تاء جیسے نَخْلٌ نَخْلَةٌ کی جمع ہے۔ بَیَاضٌ سے ماخوذ ہے معنی سفیدی کے ہیں۔

بَیْضَةٌ کو بَیْضَة اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں بیاض (سفیدی) مکمل طور پر پائی جاتی ہے۔

⑥ تَبْیَضُّ: وہ سفید ہوگئی، وہ درخشاں ہوگئی۔ اِبْیِضَاضٌ سے فعل مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب۔ چہروں کے لیے جب ''اِبْیِضَاضٌ'' کا استعمال ہوتو مسرت وانبساط کا اظہار مراد ہوتا ہے۔[1]

سفید رنگ اور قرآنی آیات:

سفید رنگ کے کپڑے استعمال کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ہے: سفید رنگ کے کپڑے پہنا کرو، یہ تمھارے کپڑوں میں سے بہترین ہیں اور سفید رنگ کے کپڑوں ہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔[2]

① لغات القرآن (۱/ ۲/ ۷۵) قاموس القرآن (۱/ ۵۸)

② صحیح سنن ابن ماجه، رقم الحديث (۱۲۰۱)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے (۱۲) آیات میں سفید رنگ کا تذکرہ کیا ہے تفصیل حسب ذیل ہے:

(پہلا اور دوسرا مقام) اہل جنت کے سفید چہرے:

سورت آل عمران (آیت: ۱۰۶، ۱۰۷) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

''جس دن کچھ چہرے تو اپنے ایمان و یقین کے نور کی بنا پر سفید اور روشن ہوں گے اور کچھ چہرے اپنے کفر و معصیت کے نتیجے میں سیاہ ہوں گے۔ سو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے، تو ان سے ان کی توبیخ و تذلیل کے لیے کہا جائے گا کہ کیا تم لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا تھا اپنے ایمان کے بعد؟ سو اب چکھو اور چکھتے رہو، تم لوگ مزہ اس عذاب کا اپنے اس کفر کی بنا پر جس کا ارتکاب تم لوگ اپنی زندگیوں میں کرتے رہے تھے۔ اور جن خوش نصیبوں کے چہرے سفید اور روشن ہوں گے، وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے، جس میں ان کو ہمیشہ رہنا نصیب ہوگا۔''

(تیسرا مقام) جنتی حوروں کا رنگ سفید:

جنتی حوروں کی دلکش رنگت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ﴾

[الصافات: ٤٨، ٤٩]

''اور ان کے پہلو میں نگاہیں نیچی رکھنے والی، بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوریں بیٹھی ہوں گی۔ وہ سفید و دلکش رنگت میں ایسے لگیں گی گویا گرد و غبار سے محفوظ انڈے رکھے ہوں۔''

(چوتھا مقام) مشروب جنت کا رنگ سفید:

ارشاد الٰہی ہے:

﴿ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴾

[الصافات: ٤٥، ٤٦]

''ان پر چھلکتی ہوئی شراب طہور کے جام کا دور چل رہا ہوگا، جو نہایت سفید ہوگی، پینے والوں کے لیے سراسر لذت ہوگی۔''

(پانچواں مقام) بعض پتھروں کا رنگ سفید:

سورۃ الفاطر میں مختلف قسم کے پھلوں اور ان کے مختلف رنگوں کا اور پہاڑوں کے مختلف حصوں اور بعض پتھروں کی رنگتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴾ [الفاطر: ٢٧]

''کیا تم نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ اللہ کس طرح اتارتا ہے آسمان سے پانی، پھر اس کے ذریعے ہم نکالتے ہیں طرح طرح کے پھل، اور قسما قسم کی پیداواریں، جن کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اور پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں سفید اور سرخ، پھر ان میں بھی مختلف رنگوں والے اور بالکل سیاہ کالے بھی۔ یعنی قسم قسم کے

میوے۔ پھر ایک قسم میں رنگ برنگ کے پھل پیدا کیے۔ ایک زمین، ایک پانی اور ایک ہوا سے اتنی مختلف چیزیں پیدا کرنا عجیب وغریب قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔ سفید بھی کئی درجے، کوئی بہت زیادہ سفید کوئی کم۔ کوئی اس سے کم اور سرخ بھی کئی درجے اور کالے بھجنگ یعنی بہت گہرے سیاہ کوے کے پر کی طرح۔"

(چھٹا مقام) صبح کی سفید دھاری:

سورۃ البقرہ (آیت: ۱۸۷) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ﴾

"اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ رات کی کالی دھاری سے صبح کی سفید دھاری تم کو صاف دکھائی دینے لگے، پھر رات تک روزہ پورا کرو۔"

سفید دھاری سے مراد:

یہاں پر اس کے ظاہری اور لغوی معنی مراد نہیں، بلکہ اس سے مراد دن کی وہ روشنی ہے جو اس کو رات کے اندھیرے سے جدا کرتی ہے، سو اس توضیحی بیان کے نزول سے پہلے لوگ خَیۡطَ اَبۡیَضُ اور خَیۡطٌ أَسۡوَدُ کے لفظوں سے ان کے معروف لغوی معنی ہی مراد لیتے تھے۔ چنانچہ صحیح روایات کے مطابق کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو سیاہ اور سفید رنگ کے دو دھاگے باندھ لیتے، اور جب تک ان کا باہمی فرق واضح نہ ہوتا وہ کھاتے پیتے رہتے۔ یہاں تک کہ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ کا یہ توضیحی بیان نازل ہوا، اور ان سے اصل مقصود و مراد کو واضح فرما دیا گیا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر اور صحیح مسلم کتاب الصیام وغیرہ) سو اس سے اصل حقیقت واضح ہوگئی۔

حدیث میں وضاحت:

یعنی رات کی تاریکی سے سپیدہ فجر نمایاں ہو جائے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہے۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں: میں نے رات کو ایک سفید ڈوری اور ایک کالی ڈوری اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیں۔ انھیں دیکھتا رہا، مگر تمیز نہ ہوئی، کھاتے پیتے رہے، جب صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے تکیے تلے دو ڈوریاں رکھ لی تھیں۔ آپ نے مزاحاً فرمایا: تمھارا تکیہ تو بہت بڑا ہے، جس کے نیچے صبح کی سفید ڈوری اور رات کی کالی ڈوری آ گئی۔ (1)

(ساتواں مقام) غم سے سفید آنکھیں:

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین علیہ السلام کو اپنے پاس روک لیا، دوسرے بھائیوں نے واپس آ کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے واقعہ بیان کیا، تو غم زدہ باپ نے اپنے بیٹوں سے منہ پھیر لیا، حالت یہ تھی کہ ان کی آنکھیں رنج و غم کی وجہ سے سفید ہو چکی تھیں۔ سورۃ یوسف (آیت: ۸۴) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ تَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ وَ ابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ كَظِیۡمٌ ﴾

''پھر ان سے منہ پھیر لیا، اور کہا: ہائے یوسف، ان کی آنکھیں بوجہ رنج و غم کے سفید ہو چکی تھیں، اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے۔''

سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی جانے کی وجہ:

یعنی اپنے بیٹوں کو کچھ لعنت ملامت نہیں کی اور درگزر سے کام لیا۔

---

(1) صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب آيت مذكور.

حالانکہ اس واقعہ نے پرانے زخم کو پھر سے ہرا کر دیا تھا۔ البتہ بے اختیار آپ کے منہ سے ہائے یوسف کے الفاظ نکل گئے، جب کہ سیدنا یوسف کا غم آپ کی رگ رگ میں سرایت کر چکا تھا۔ ﴿كَظِيْمٌ﴾ اس مشک کو کہتے ہیں جسے لبالب بھر کر اس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔ بالفاظ دیگر یوسف کا غم آپ کے گلے تک پہنچ چکا تھا۔ مگر پھر بھی آپ شکوہ شکایت یا بے قراری کا کوئی لفظ زبان سے نکالنا گوارا نہیں کرتے تھے اور سب کچھ ضبط ہی کیے جا رہے تھے، جس کا اثر آپ کی آنکھوں پر پڑا اور آپ کی بینائی جاتی رہی۔[1]

(آٹھواں، نواں، دسواں، گیارہواں اور بارہواں مقام) سفید ہاتھ:

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کو بغل میں دبا کر نکالتے تو وہ سفید چمکدار ہو جاتا۔ اس واقعہ کو قرآن مجید میں (۵) مختلف مقامات پر ذکر کر کے ان کے ہاتھ کی سفیدی یعنی ید بیضاء کو بیان کیا گیا ہے۔

① سورۃ الاعراف (آیت: ۱۰۸) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴾

''اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ بھی اسی وقت دیکھنے والوں کے لیے چمک دار سفید ہو گیا، عصائے موسیٰ اور ید بیضا۔''

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مطالبہ پر اپنا عصا زمین پر پھینکا، تو وہ تھوڑی دیر میں بہت بڑا اژدہا بن گیا، اور اپنا منہ کھول کر فرعون ہی کی طرف لپکا۔ فرعون نے سخت دہشت زدگی کی حالت میں موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی، کہ اس سانپ کو سنبھال لے۔ آپ علیہ السلام نے اسے ہاتھ

① بحوالہ تیسیر القرآن (۲/ ۴۱۱) طبع مکتبۃ السلام، لاہور

لگایا تو وہ پھر عصا بن گیا، پھر آپ نے اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبایا اور اسے نکالا، تو وہ سفید اور چمکدار تھا، حالانکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا اپنا رنگ گندمی تھا۔ یہ ہاتھ اتنا تابدار ہو کر بغل سے نکلتا تھا، جس سے آنکھیں چندھیانے لگتی تھیں۔

② سورۃ الشعراء (آیت: ۳۳) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴾

''اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بغل میں ڈال کر باہر نکالا، تو وہ اسی وقت دیکھنے والوں کے لیے چمک دار سفید ہو گیا۔''

③ سورت طٰہٰ (آیت: ۲۲) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴾

''اور اپنا ہاتھ بغل میں ڈال لے، تو وہ سفید چمکتا ہوا ہو کر نکلے گا، لیکن بغیر کسی عیب اور روگ کے یہ دوسرا معجزہ ہے۔''

بغیر عیب اور روگ کے، کا مطلب:

بغیر عیب اور روگ کے، کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ کا اس طرح سفید اور چمک دار ہو کر نکلنا، کسی بیماری کی وجہ سے نہیں ہے جیسا کہ برص کے مریض کی چمڑی سفید ہو جاتی ہے۔ بلکہ یہ دوسرا معجزہ ہے، جو ہم تجھے عطا کر رہے ہیں۔ جس طرح دوسرے مقام پر ان دونوں معجزوں کا ذکر فرمایا:

﴿ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ﴾

''پس یہ دو دلیلیں ہیں تیرے پروردگار کی طرف سے، فرعون اور اس کے سرداروں کے لیے۔'' [القصص: ۳۲]

④ سورۃ النمل میں اعلانِ ربانی ہے:

﴿ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾

''اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال، وہ سفید چمکیلا ہو کر نکلے گا بغیر کسی عیب کے۔ تو نو (۹) نشانیاں لے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف جا، یقیناً وہ بدکاروں کا گروہ ہے۔'' [النمل:۱۲]

⑤ سورۃ القصص (آیت:۳۲) میں ذکر ہوا ہے:

﴿ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾

''اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈال، وہ بغیر کسی قسم کے روگ کے چمکتا ہوا نکلے گا بالکل سفید، اور خوف سے بچنے کے لیے اپنے بازو اپنی طرف ملا لے، پس یہ دونوں معجزے تیرے لیے تیرے رب کی طرف سے ہیں فرعون اور اس کی جماعت کی طرف، یقیناً وہ سب کے سب بے حکم اور نافرمان لوگ ہیں۔''

سفید رنگ کے احکام

سفید رنگ کے کپڑے پہننا اور مردوں کو سفید کپڑے ہی میں کفن دینا مستحب ہے، کیوں کہ سفید کپڑے صفائی و ستھرائی کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہیں۔ اس پر معمولی دھبہ اور تھوڑا سا عیب و داغ واضح نظر آتا اور دور سے ہی معلوم ہوجاتا ہے۔

تو آدمی اسے دھوکر فوراً صاف کر لیتا ہے۔ رنگ دار کپڑے کے دھونے سے بعض اوقات رنگ بھی ڈھل جاتا ہے، جس سے وہ کپڑا عجیب سا ہوجاتا ہے۔ سفید کپڑے میں ایسا کوئی خطرہ نہیں ہوتا، کیوں کہ سفید رنگ تو کپڑے کا اصل رنگ ہوتا ہے اور پھر جس قدر جمال وحسن، خوبروئی اور خوش نمائی رونق و روپ سفید رنگ کے کپڑے میں ہے، وہ دلکشی کسی دوسرے رنگ کے لباس پہننے میں نہیں ہے۔ سفید کلر کے لباس کے استحباب پر کئی احادیث مبارکہ دال ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

پہلی حدیث:

سنن نسائی میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلْبِسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا أَطْهَر وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ»[1]

---

[1] سنن النسائي (٤/ ٣٤ طبع مكتبة التجارية) وصححه ابن حجر في الفتح (٣/ ١٣٥ طبع السلفية)

''سفید کپڑے پہنا کرو، کیوں کہ یہ زیادہ اچھے اور پاکیزہ ہوا کرتے ہیں اور اپنے مُردوں کو سفید کپڑوں میں کفن دیا کرو۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ:

امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَمَّا كَوْنُهُ أَطْيَبُ فَظَاهِرٌ، وَأَمَّا كَوْنُهُ أَطْهَرُ فَلِأَنَّ أَدْنَىٰ شَيْءٍ يَقَعُ عَلَيْهِ يَظْهَرُ، فَيُغْسَلُ إِذَا كَانَ مِنْ جِنْسِ النَّجَاسَةِ، فَيَكُوْنُ نَقِيًّا كَمَا ثَبَتَ عَنْهُ ﷺ فِيْ دُعَائِهِ، وَنَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ'' (1)

''زیادہ اچھے ہونا تو ظاہر ہے۔ رہا زیادہ پاکیزہ ہونا، تو وہ اس لیے ہے کہ اس پر کوئی معمولی چیز بھی پڑ جائے یا لگ جائے تو وہ ظاہر ہو جائے گی، لہٰذا وہ نجاست کی قبیل سے ہوگی تو دھو دی جائے گی، جس کی وجہ سے کپڑا بالکل پاک و صاف ہو جائے گا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا سے بھی معلوم ہوتا ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! مجھ کو خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے، جیسا سفید کپڑے مَیل کچیل سے صاف کیے جاتے ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے منقول ہے کہ وہ علماء و قراءِ قرآن کے لیے سفید کپڑے کو مستحب قرار دیا کرتے تھے۔ (2)

دوسری حدیث:

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(1) نیل الأوطار للشوکاني (٢/ ١١٠)

(2) بحوالہ بالا.

«أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ، وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ»

''میں رسولِ مکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو جسمِ مبارک پر سفید کپڑا تھا اور آپ ﷺ سو رہے تھے، پھر میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے۔''

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسی موقع پر رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

''جس بندہ نے بھی کلمہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو مان لیا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔ میں نے دوبارہ کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو، میں نے تیسری مرتبہ کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو اور ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔ یعنی اگرچہ ابو ذر کو برا معلوم ہو۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بعد میں جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو رسولِ مکرم ﷺ کے الفاظ ''وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ'' خواہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو، ضرور بیان کرتے۔

ابو عبداللہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: یہ صورت کہ (صرف کلمہ سے جنت میں داخل ہوگا) یہ اس وقت ہوگی، جب موت کے وقت یا اس سے پہلے (گناہوں سے) توبہ کی اور کہا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' تو

مغفرت ہو جائے گی۔''

اس حدیثِ مبارک کو امام بخاری رحمہ اللہ نے سفید کپڑے پہننے کے جواز پر بطورِ دلیل نقل کیا ہے۔[1]

سفید لباس کا حکم:

سنن ابی داود اور جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْبِسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ»[2]

''تم سفید کپڑے پہنا کرو، کیوں کہ یہ تمھارے کپڑوں میں سے بہترین کپڑے ہیں اور اپنے مُردوں کو بھی اسی میں کفنایا کرو۔''

اسی مفہوم کی ایک اور روایت حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْبِسُوا الثِّيَابَ الْبَيَاضِ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ»[3]

''سفید کپڑے پہنا کرو، وہ زیادہ پاک اور زیادہ عمدہ ہیں۔''

توضیح:

''زیادہ پاک'' سفید کپڑے کو اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ سفید کپڑا چونکہ جلد میلا ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ بار بار اور بہت دھویا جاتا ہے۔ اس کے برعکس

---

[1] صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب الثياب البيض، رقم الحديث (٥٨٢٦)

[2] سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في البياض، سنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما يستحب من الاكفان.

[3] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٥٦٧)

رنگین کپڑا چونکہ میل خورا ہوتا ہے۔ اس لیے وہ کافی عرصہ کے بعد ہی دھویا جاتا ہے اور زیادہ پاکیزہ اس اعتبار سے ہوتا ہے کہ وہ دوسرے رنگوں میں مخلوط نہیں ہوتا۔ اسی طرح سفید کپڑے کو خوش تر اور عمدہ بھی اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ سلیم الطبع لوگ سفید کپڑے کی طرف زیادہ میلان رکھتے اور راغب ہوتے ہیں۔ البتہ ضرورت کی سورت اس سے خارج ہے۔ جیسے کہ بعض لوگ رنگ دار کپڑے کو ضرورت کی بنا پر اختیار کرتے ہیں کہ وہ سفید کپڑے کو بار بار دھوتے رہنے پر قادر نہیں ہوتے۔

جہاں تک کفن کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ کفن میں سفید ہی کپڑا دینا افضل ہے، کیوں کہ اس وقت مردہ گویا فرشتوں کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے، جیسے کہ سفید کپڑا پہننا، اس شخص کے لیے افضل ہے، جو مجلسوں اور محفلوں میں جانا چاہے، مثلاً جمعہ یا جماعت کے لیے مسجد میں اور علما و اتقیا کی ملاقات کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہو، لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ عید میں وہ کپڑا پہننا افضل ہے، جو زیادہ قیمتی ہو، تا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت کا زیادہ سے زیادہ اظہار ہو سکے، چنانچہ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں سرخ دھاریوں والی چادر اوڑھتے تھے۔

سفید کفن:

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهِنَّ قَمِيْصٌ وَلَا عَمَامَةٌ»[1]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٢٦٤)

''رسولِ مکرم ﷺ کو سوت کے بنے ہوئے سحولی (یمن کی ایک جگہ کا نام) تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا، ان میں نہ تو قمیص تھی اور نہ ہی عمامہ تھا۔''

توضیح:

"سَحُولِيَّة" سحول کی طرف منسوب ہے۔ سحول یمن کی ایک بستی کا نام ہے۔

فرشتے سفید لباس میں:

صحیح بخاری میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ وَيَمِينِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ»[1]

''جنگِ اُحد کے موقع پر میں نے نبیِ اقدس ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو (جو فرشتے تھے) دیکھا، وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے انھیں نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔''

مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ:

مولانا راز شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

''گویا فرشتوں کا سفید لباس میں نظر آنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ سفید کپڑوں کا لباس عند اللہ محبوب ہے۔''

[1] صحيح البخاري، باب الثياب البيض، رقم الحديث (٥٨٢٦)

تیسرا باب:

② سیاہ رنگ = ''أَسْوَدُ''

Black

سیاہ رنگ کے لیے پانچ الفاظ:

قرآن کریم میں جن رنگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے دوسرا رنگ سیاہ رنگ ہے۔ کالے رنگ یا سیاہی کو ظاہر کرنے کے لیے قرآن حکیم میں پانچ مختلف الفاظ کو استعمال کیا گیا ہے۔

① اَلْاَسْوَدُ ② غَرَابِيْبُ ③ اَحْوٰى

④ قَتَرَةٌ ⑤ مِدَادَ

ان کی الگ الگ وضاحت حسب ذیل ہے:

(پہلا لفظ) اَلْاَسْوَدُ ''سیاہ رنگ'':

أَسْوَدُ کے ساتھ سیاہ رنگ کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لیے قرآن مجید کی چھے سورتوں میں سات بار اس کے مختلف صیغوں کے ساتھ ذکر آیا ہے:

① اَلْاَسْوَدُ ② اِسْوَدَّتْ ③ تَسْوَدُّ

④ سُوْدٌ ⑤ مُسْوَدًّا ⑥ مُسْوَدَّةٌ

لغوی وضاحت:

1. اَلْاَسْوَدُ: سَوَادٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ بمعنی سیاہ ہونے۔ اَلسَّوَادُ، بَیَاضَ کی ضد ہے۔
2. اِسْوَدَّتْ: وہ سیاہ ہوئی، اِسْوِدَادٌ سے جس کا معنی سیاہ ہونے کے ہیں۔ فعل ماضی واحد مونث غائب سَوِدَ یَسْوَدُ سَوَادً (س) سیاہ ہوجانا۔
3. تَسْوَدُّ: وہ سیاہ ہوگئی، اِسْوِدَادٌ سے فعل مضارع واحد مؤنث غائب۔
4. سُوْدٌ: سُوْدٌ یہ اَسْوَدُ کی جمع ہے۔
5. مُسْوَدًّا: سیاہ، کالا اِسْوِدَادٌ سے اسم فاعل واحد مذکر۔ غم کی وجہ سے رنگ بگڑا ہوا۔
6. مُسْوَدَّةٌ: اِسْوِدَادٌ سے اسم فاعل واحد مونث۔

(اَسْوَدُ) سیاہ رنگ کا قرآن میں تذکرہ:

اس لفظ اور اس کے مشتقات کے ساتھ سات بار قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ اور وہ مقامات حسب ذیل ہیں:

(پہلا مقام) کافروں کے چہرے سیاہ:

سورت آل عمران (آیت: ۱۰۶) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾

”جب کہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ سیاہ ہوگا۔ جن کا منہ سیاہ ہوگا ان سے کہا جائے گا، کہ نعمتِ ایمان پانے کے بعد

بھی تم نے کافرانہ رویہ اختیار کیا؟ اچھا تو اب اس کفرانِ نعمت کے صلہ میں عذاب کا مزہ چکھو۔"

توضیح وتشریح:

کشف حقائق اور ظہور نتائج کے اس یوم عظیم میں دلوں کی کیفیات لوگوں کے چہروں پر ظاہر ہوجائیں گی، پس جو لوگ دنیا میں صدق دل سے ایمان لائے ہوں گے۔ ان کے ایمان ویقین کا نور اس روز ان کے چہروں پر ظاہر ہوگا، جس سے ان کے چہرے چمکتے دمکتے ہشاش بشاش اور خوش وخرم ہوں گے۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ﴾ [عبس: ۳۸، ۳۹]

اور اس کے برعکس جن لوگوں کے دلوں کے اندر کفر و باطل کے اندھیرے رہے ہوں گے۔ اس روز ان کے باطن کی وہ سیاہی ان کے چہروں پر چھا رہی ہوگی۔ جس سے ان کے چہرے سیاہ اور بدحال ہوں گے۔ اور اصل فکر اس یوم عظیم کی کرنے کی ضرورت ہے؟ جو کہ فصل وتمیز اور فیصلے اور جزا کا دن ہوگا۔ کہ اصل کامیابی وہ ہی کامیابی ہوگی۔ اور اصل ناکامی وہی ناکامی۔ والعیاذ باللہ العظیم

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اور ہر حال میں راہ حق وصواب پر مستقیم وثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے، اور ہر قسم کے شرور وفتن سے ہمیشہ اور ہر حال میں اپنی حفاظت وپناہ میں رکھے، آمین ثم آمین[1]

(دوسرا مقام) جھوٹے کا منہ سیاہ:

سورۃ الزمر (آیت: ۶۰) میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ

[1] تفسیر مدنی از مولانا محمد اسحاق مدنی، سورۃ آلِ عمران [آیت: ۱۰۶]

مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾

''آج جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ ان کے منہ سیاہ ہوں گے۔ کیا جہنم میں متکبروں کے لیے کافی جگہ نہیں ہے؟''

توضیح وتفسیر:

اللہ پر جھوٹ بولنے کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ اللہ نے فلاں فلاں معبودوں یا بتوں یا پیاروں کو فلاں فلاں اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ لہذا رزق کے لیے فلاں کے پاس، اور اولاد کے لیے فلاں درگاہ پر، اور شفا کے لیے فلاں آستانے پر حاضری دینے سے مراد حاصل ہوجاتی ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ اللہ کی آیات اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے، اور کہا جائے، کہ اللہ نے تو کوئی چیز نازل نہیں کی۔ حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ تھی۔

ان کے جھٹلانے کی سزا یہ ہے کہ ان کے منہ سیاہ کر دیے جائیں گے۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ ''جھوٹے کا منہ کالا'' اور تکبر کی سزا جہنم کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتی، تا کہ اس کے سب کس بل نکل جائیں، اور دماغ ٹھکانے پر آجائے۔[1]

(تیسرا مقام) سیاہ دھاری:

سورۃ البقرہ میں رب کائنات نے فرمایا:

﴿ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾

[البقرة: ١٨٧]

---

① تیسیر القرآن (٤/ ٦٠)

''اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ رات کی کالی دھاری سے صبح کی سفید دھاری تم کو صاف دکھائی دینے لگے، پھر رات تک روزہ پورا کرو۔''

توضیح وتفسیر:

صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب ''مِنَ الْفَجْرِ'' کا لفظ نہیں اترا تھا، تو چند لوگوں نے اپنے پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگے باندھ لیے، اور جب تک ان کی سفیدی اور سیاہی میں تمیز نہ ہوئی کھاتے پیتے رہے۔ اس کے بعد یہ لفظ اترا، اور معلوم ہوگیا کہ اس سے مراد رات، دن ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے دو دھاگے ''سیاہ اور سفید'' اپنے تکیے تلے رکھ لیے، اور جب تک ان کے رنگ میں تمیز نہ ہوئی، تب تک کھاتا پیتا رہا، صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: تیرا تکیہ بڑا لمبا چوڑا نکلا۔ اس سے مراد تو صبح کی سفیدی کا رات کی سیاہی سے ظاہر ہونا ہے۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے۔

مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امر قول کا یہ ہے۔ کہ آیت میں تو دھاگوں سے مراد دن کی سفیدی اور رات کی تاریکی ہے، اگر تیرے تکیہ تلے یہ دونوں آجاتی ہوں تو گویا اس کی لمبائی مشرق و مغرب تک کی ہے۔[1]

(چوتھا مقام) سیاہ پہاڑ:

سورۃ الفاطر (آیت: ۲۷) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ

[1] تفسیر ابن کثیر اردو (۱/ ۳۱۱) طبع مکتبہ اسلامیہ، لاهور

اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ﴾

''کیا آپ نے اس بات پر نظر نہیں کی؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے۔ اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں سفید اور سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ۔''

ہر قسم کی مخلوق میں تنوع بھی ہے فوائد بھی اور خوبصورتی بھی۔ یہ آیات اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی طرف ہر انسان کی توجہ مبذول کرواتی ہیں۔ یعنی زمین ایک ہے پانی ایک ہے، ہوا ایک ہے۔

لیکن نباتات جو اگتی ہیں ان کی شکلیں مختلف رنگ مختلف۔ اور پھول ہیں تو خوشبوئیں مختلف ہوتی ہیں۔ گلاب کے پھول کی رنگت، ساخت اور خوشبو، لالہ کے پھول سے مختلف ہے۔ اسی طرح چنبیلی کے پھول، نیلوفر اور سورج مکھی کے پھول بھی آپس میں مختلف ہیں۔ پھر ایک ہی پھول میں کئی رنگوں کی آمیزش کچھ ایسی خوبصورتی سے ترکیب دی گئی ہے جو فورا دل کو موہ لیتی ہے۔ اور اگر پھل پیدا ہوتے ہیں تو انگور کی شکل، رنگ، ذائقہ، اور خواص اور ہوں گے۔ سیب کے اور کھجور کے اور آم کے اور۔ پھر مثلاً آم ہی کو یا کھجور کو لیجئے۔ اس جنس کی آگے بے شمار انواع ہیں۔

اور ہر نوع میں ایسی امتیازی خصوصیات موجود ہیں کہ انسان یہ معلوم کر لیتا ہے کہ یہ کھجور یا آم فلاں قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر یہ تنوع صرف پھولوں، پھلوں اور سبزیوں میں نہیں، بلکہ جمادات کی طرف دیکھو، تو وہاں بھی اللہ کی یہ قدرت کارفرما نظر آئے گی۔ کہیں خشک کالے مٹیالے اور سیاہ پہاڑ ہیں۔ کہیں پہاڑوں پر بلند و بالا درخت اور سبزہ اگ کر نہایت خوش نما منظر پیش کر رہا ہے۔

کہیں نمک کا پہاڑ ہے، کہیں سنگ مرمر کا پہاڑ ہے۔ پھر ایک ہی پہاڑ میں کہیں سیاہ دھاریاں دور تک چلی گئی ہیں۔ کہیں سپید ہیں اور کہیں سرخ۔

اب جانداروں کی طرف آیئے: تو یہاں بھی ہم یہی منظر دیکھتے ہیں۔ مویشیوں میں سے ایک جنس کے کئی کئی رنگ ہیں۔ انسانوں کا بھی یہی حال ہے کچھ گورے ہیں، کچھ سفید ہیں، کچھ سرخ ہیں، کچھ کالے اور کچھ سانولے ہیں۔ حالانکہ ان کی پیدائش اور ترکیب کے اجزا و عناصر پر غور کیا جائے تو وہ سب یکساں ہی ہوتے ہیں، اس کے باوجود ہر جنس میں اللہ تعالیٰ نے اتنے لاتعداد نئے سے نئے ڈیزائن تیار کر دیئے ہیں جنہیں دیکھ کر ہی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ یکسانیت میں اختلافات اور اختلافات میں یکسانیت، یہ مختلف رنگ اور ان رنگوں کا حسین امتزاج، ان میں توازن و تناسب، اور ان سب باتوں کے باوجود ان سب چیزوں میں انسان کے لیے خوشنمائی اور دلفریبی، پھر ان میں سے ہر چیز کا انسان کے لیے مفید اور کارآمد ہونا، کیا یہ سب چیزیں کسی عظیم مدبر اور حکیم صناع کی طرف رہنمائی نہیں کرتیں؟ کیا یہ سب باتیں اتفاقات کا نتیجہ قرار دی جا سکتی ہیں؟[1]

(پانچواں مقام) بیٹی کی ولادت پر چہرے سیاہ:

سورۃ النحل (آیت: ۵۷، ۵۸) میں اعلانِ ربانی ہے:

﴿ وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَ لَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ ۝ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴾

اور یہ کفار و مشرکین اللہ کے لیے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں، وہ اس سے پاک ہے۔ اور اپنے لیے وہ کچھ یعنی بیٹے جن کی وہ خواہش کرتے

---

[1] تیسیر القرآن (۳/ ۶۶۲، ۶۶۳)

ہیں۔ اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہے۔"

منہ پر سیاہی:

سورۃ الزخرف (آیت: ۱۷) میں خالقِ کائنات نے فرمایا:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيْمٌ﴾

"اور حال یہ ہے کہ جس اولاد کو یہ لوگ اس خدائے رحمان کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس کی ولادت کا مژدہ جب خود اِن میں سے کسی کو دیا جاتا ہے تو اس کے منہ پر سیاہی چھا جاتی ہے۔ اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔"

توضیح وتفسیر:

یہاں مشرکین عرب کی نا معقولیت کو پوری طرح بے نقاب کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ان کے بت انھوں نے عورتوں کی شکل کے بنا رکھے تھے، اور یہی ان کی وہ دیویاں تھیں جن کی پرستش کی جاتی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ اول تو تم نے یہ جاننے اور ماننے کے باوجود کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہے، اور اس زمین کو اسی نے تمھارے لیے گواہ بنایا ہے، اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، اور اسی نے یہ جانور تمھاری خدمت کے لیے پیدا کیے ہیں، اس کے ساتھ دوسروں کو معبود بنایا۔

حالانکہ جنہیں تم معبود بنا رہے ہو وہ خدا نہیں بلکہ بندے ہیں۔ پھر مزید غضب یہ کیا کہ بعض بندوں کو صفات ہی میں نہیں، بلکہ اللہ کی ذات میں بھی اس

کا شریک بنا ڈالا۔ اور یہ عقیدہ ایجاد کیا کہ وہ اللہ کی اولاد ہیں۔ اس پر بھی تم نے بس نہ کیا۔ اور اللہ کے لیے وہ اولاد تجویز کی، جسے تم خود اپنے لیے ننگ و عار سمجھتے ہو۔ بیٹی گھر میں پیدا ہو جائے تو تمھارا منہ کالا ہو جاتا ہے، خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتے ہو، بلکہ بعض اوقات زندہ بچی کو دفن کر دیتے ہو۔ یہ اولاد تو آئی اللہ کے حصے میں۔ اور بیٹے، جو تمھارے نزدیک فخر کے قابل اولاد ہیں، مخصوص ہو گئے تمھارے لیے؟ اس پر تمھارا دعوی یہ ہے کہ ہم اللہ کے ماننے والے ہیں۔[1]

دوسرا لفظ "غَرَابِیبُ" "گہرے سیاہ": Intense black

سیاہ رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے قرآن کریم میں دوسرا لفظ ہے "غَرَابِیبُ"

لفظ "غَرَابِیبُ" کی لغوی وضاحت:

"غَرَبِیب، غُرَاب" بمعنی کوا، اور "غِرْبِیبٍ" بمعنی کوے کی طرح سیاہ جمع "غَرَابِیب= غُرْبِیب" اس بوڑھے شخص کو بھی کہتے ہیں جو خضاب سے ہمیشہ اپنے بالوں کو سیاہ رکھے۔[2]

جب سیاہ رنگ کے گہرے پن کو ظاہر کرنا ہو تو "أَسْوَد" کے ساتھ "غَرْبِیب" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ "أَسْوَدُ غَرْبِیبُ" جس کے معنی ہوتے ہیں: "بہت گہرے سیاہ"[3]

"أَسْوَدُ غِرْبِیب" بروزن قندیل، کالا سیاہ، جب تم یہ کہو کہ "غَرَابِیبُ

---

(1) تفهيم القرآن للمودودي (٤/ ٥٤٠) طبع اداره ترجمان القرآن، لاهور

(2) مترادفات القرآن (ص: ٥٩٠)

(3) أحسن البيان (١٢٢٥)

سُوۡد»، تو اس صورت میں "سُوۡد" غَرَابِیۡب" کا بدل ہوگا۔ کیونکہ رنگوں کی تاکید مؤکد سے پہلے نہیں آتی۔ [1]

غَرَابِیۡبُ "گہرے سیاہ" کا ذکر قرآن میں:

یہ لفظ قرآن کریم میں صرف ایک بار ہی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پتھروں کے رنگوں کے مختلف ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے سورۃ الفاطر (آیت: ۲۷) میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ مِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیۡضٌ وَّ حُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہَا وَ غَرَابِیۡبُ سُوۡدٌ﴾

"اور پہاڑوں میں سے کچھ سفید اور سرخ قطعے ہیں، جن کے رنگ مختلف ہیں اور کچھ سخت کالے سیاہ ہیں۔"

اس آیت کی تشریح گزر چکی ہے۔

تیسرا لفظ، اَحۡوٰی "کالا سیاہ مائل بہ سبزی"

سیاہ رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے تیسرا قرآنی لفظ ہے: "اَحۡوٰی"

اَحۡوٰی کی لغوی وضاحت:

اَلۡاَحۡوٰی: کالا سیاہ مائل بہ سبزی۔

اس کا باب اِحۡوَوٰی۔ یَحۡوَوِیُ۔ اِحۡوَوَاءٌ آتا ہے۔ جیسے اِدۡعَوٰی بعض نے کہا ہے کہ اس وزن پر یہ دو باب ہی آتے ہیں۔

حَوِیَ حُوَّۃٌ سیاہ سبزی مائل ہونا۔ اس سے اَحۡوٰی ہے جس کے معنی سخت سیاہ کے ہیں۔ [2]

---

(1) مختار الصحاح (ص: ٦٥٧) امام محمد بن أبو بكر الرازي، طبع كراچی.

(2) مفردات القرآن للراغب اُردو (١/ ٢٧٦) تفسير القرطبي (١٤/ ٣٤٣) تفسير الماوردي (٤/ ٤٧١)

قرآن میں غُثَآءً اَحْوٰی کے الفاظ ہیں، غُثَآءً ان ٹہنیوں، پتوں اور کوڑا کرکٹ کو کہتے ہیں جو جھاگ میں پھنس جاتے ہیں، اور دریا اس جھاگ ملے کوڑا کرکٹ کو کنارے پر پھینک دیتا ہے۔ اور جب یہ کوڑا کرکٹ پاؤں تلے کچلا جاتا رہتا ہے، اور اس کی رنگت سیاہی مائل ہو جاتی ہے تو اَحْوٰی کہلاتی ہے۔ [1]

اَحْوٰی ''کالا سیاہ مائل بہ سبزی'' کا قرآن میں تذکرہ:

اس لفظ کا قرآن کریم میں ایک ہی بار سورۃ الاعلیٰ (آیت: ۵) میں تذکرہ ہے:

﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝ وَالَّذِىْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ﴾

''اے نبی! اپنے ربِ برتر کے نام کی تسبیح کیجیے۔ جس نے پیدا کیا اور پھر نوک پلک سنوارے۔ جس نے تقدیر بنائی، پھر راہ دکھائی۔ جس نے نباتات اگائیں۔ پھر اس کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔''

شرح وتفسیر:

اللہ تعالیٰ اپنی تسبیح و تنزیہہ کا حکم دیتا ہے جو اس کا ذکر، اس کی عبادت، اس کے جلال کے سامنے سرافگندہ اور اس کی عظمت کے سامنے فروتن ہونے کو متضمن ہے۔ نیز اس کی تسبیح ایسی ہو جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لائق ہے۔ یعنی اس کے اسمائے حسنیٰ و عالیہ کا اس اسم سے ذکر جس کے معنی اچھے اور عظیم ہوں۔ اس کے افعال کا ذکر کیا جائے۔ ان افعال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، اس کو درست کیا، یعنی نہایت مہارت کے ساتھ ان کو اچھی طرح تخلیق کیا، اس نے اندازہ مقرر کر دیا جس کی تمام مخلوقات پیروی کرتی ہیں۔

فَهَدٰى، اس کی طرف تمام مخلوقات کی راہنمائی کی، یہ ہدایت عام ہے

[1] مترادفات القرآن (ص: ۵۹۰)

جس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس کے مصالح کی راہ دکھائی اور اس میں اس کی تمام دنیاوی نعمتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے نباتات اور سرسبز گھاس کی مختلف اصناف اگائیں جنہیں انسان، چوپائے اور تمام حیوانات کھاتے ہیں۔ پھر اس نباتات وغیرہ کا جتنا جو بن مقدر ہوتا ہے اس کو مکمل کر لینے کے بعد نباتات اور سبز گھاس کو خشک کر دیتا ہے۔

﴿فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی﴾: پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس نباتات کو چورا چورا اور بوسیدہ بنا دیتا ہے۔

(چوتھا لفظ) قَتَرَ ''دھویں جیسا سیاہ'' Soot Darkness Smokey

سیاہ رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے چوتھا لفظ ہے قَتَرَ اور قَتَرَۃٌ۔

قَتَرَ کی لغوی وضاحت:

قَتَرَ: اسم فعل اور مصدر، خرچ بہت ہی کم کرنا، کنجوسی، بخل، اسراف کی ضد۔

قَتْرَ: بسکون تاء بھی اس معنی میں مستعمل ہے۔

قُتُوْرٌ: کے معنی اہل و عیال کو کم خرچ دینا نَصَرَ، ضَرَبَ

قَتُوْرٌ: صفت مشبہ، کنجوس طبیعت والا آدمی۔

قَاتِرٌ: جو اہل و عیال کو کم خرچ دے۔

قَتَرَ اور قَتَرَۃٌ کا اصل معنی ہیں لکڑی کا اٹھتا ہوا دھواں، کنجوس آدمی بھی

کسی کو مال دینے کی بجائے گویا دھواں دے کر بہلا دیتا ہے۔[1]

قَتَرَۃٌ: غبار، دھوئیں کی طرح غبار نما، بد رونقی جو چہرے پر چھا جائے۔[2]

قَتَرَۃٌ ''دھوئیں جیسا سیاہ'' کا قرآن کریم میں تذکرہ:

یہ لفظ قرآن میں اس معنی میں صرف دو بار ہی استعمال ہوا ہے، ایک بار قَتَرَ، اور ایک بار قَتَرَۃٌ.

اہل جنت کے سیاہی سے محفوظ چہرے:

سورت یونس (آیت: ۲۶) میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ وَ لَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾

''جن لوگوں نے بھلائی کی، ان کے لیے بھلائی بھی ہے اور مزید کرم و احسان بھی، ان کے چہروں پر نہ کسی سیاہی کا کوئی اثر ہوگا، اور نہ ہی کسی ذلت کا کوئی سوال، یہی لوگ ہیں جنت والے جو ہمیشہ ہمیش اسی میں رہیں گے۔''

شرح و تفصیل:

اس سے اللہ تعالیٰ کے اس معاملے کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے جو وہ سلامتی اور کرامت کے اس گھر میں اپنے ان خوش نصیب بندوں سے فرمائے گا۔ جن کو اس سے سرفرازی نصیب ہوگی۔ سو ارشاد فرمایا گیا کہ جن لوگوں نے دنیا میں نیکی اور احسان کی روش کو اپنائے رکھا ہوگا۔ ان کو اللہ تعالیٰ اس کے بڑے

---

[1] مفردات القرآن للراغب (۲/ ۸۲۵)

[2] لغات القرآن للعبد الرشید نعمانی (۵/ ۷۷)

عمدہ بدلے سے بھی نوازے گا، اور ان کو اپنے مزید فضل سے بھی بہرامند و سرفراز فرمائے گا۔ جس کی تفصیل دوسری مختلف نصوص میں اس طرح واضح فرمائی گئی ہے کہ نیکی کا بدلہ کم سے کم دس گنا، سو گنا، سات سو گنا، اور اس سے بھی زیادہ عطا فرمایا جائے گا۔

ان خوش نصیبوں کے چہروں پر کسی طرح کی سیاہی کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے برعکس ان کے چہرے اس روز روشن و منور ہشاش بشاش اور چمکتے دمکتے ہوں گے۔

جعلنا الله مِنهم بمحض منه وكرمِه، وهو أكرم الأكرمين، وأرحم الراحمين.[1]

کافروں کے سیاہ چہرے:

اس لفظ کا دوسری بار تذکرہ سورۃ عبس (آیت: ۴۱) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ﴾

''اور بہت سے چہرے اس دن غبار آلود ہوں گے۔ جن پر سیاہی چڑھی ہوئی ہوگی، یہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں کافر اور بدکار تھے۔''

شرح و تفصیل:

میدان محشر میں لوگ دو گروہوں میں بٹے ہوں گے اور ان کی علامات ان کے چہروں سے نمایاں ہوں گی۔ اللہ کے فرمانبرداروں کے چہرے ہشاش بشاش کھلکھلاتے اور مسکراتے ہوئے ہوں گے۔ دل میں بھی مسرت کی لہر دوڑ

[1] بحواله تفسير مدني، سورة يونس [آيت: ٢٦]

رہی ہوگی۔ اور کچھ لوگوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی۔ رنگ فق اور چہرے بگڑے ہوئے اور بے رونق ہوں گے اور یہ اللہ کے نافرمان اور بدکردار لوگ ہوں گے۔ گویا لوگ گروہوں میں بٹنے سے پہلے ہی پہچانے جاسکیں گے کہ کون شخص کس گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔[1]

(پانچواں لفظ) مِدَادَ ''روشنائی، سیاہی'' INK

سیاہ رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے پانچواں لفظ ہے، مِدَادَ اور یہ قرآن کریم میں صرف ایک ہی بار آیا ہے۔

لفظ ''مِدَادَ'' کی لغوی وضاحت:

مِدَادَ: مَدَدَتُ الدَّوَاةَ بمعنی دوات میں سیاہی یا روشنائی ڈالنا اور مِدَادَ سیاہی، جس سے لکھا جاتا ہے۔ (مترادفات)

مَدَّ يَمُدُّ مَدًّا: بازوؤں کو پھیلانا، کسی کی عمر کو دراز کرنا، حروف کو لمبا کر کے پڑھنا، دوات کو روشنائی ڈال کر تیز کرنا، اسی سے مُدَّة ہے۔[2]

مِدَاد ''سیاہی'' کا قرآن میں تذکرہ:

یہ لفظ قرآن مجید میں صرف ایک بار ہی آیا ہے، سورۃ الکہف (آیت: ۱۰۹) میں فرمایا:

﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾

''کہو ان ابنائے دنیا سے، کہ میرے رب کی شان یہ ہے کہ اگر میرے

---

[1] بحواله تيسير القرآن (٦٠١/٤)

[2] أنوار القرآن (٢/ ٢٦٨) مؤلف: علی محمد پی، سی، ایس۔ طبع مکتبہ سید أحمد شهيد.

رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو یقیناً وہ ختم ہو
جائے قبل اس سے کہ میرے رب کی باتیں ختم ہونے کو آئیں، اگرچہ
اس کی مدد کے لیے ہم ایسا ہی ایک اور سمندر لے آئیں۔"

شرح وتفصیل:

کَلِمَات سے مراد، اللہ تعالیٰ کا علم محیط، اس کی حکمتیں اور وہ دلائل و براہین ہیں، جو اس کی وحدانیت پر دال ہیں۔ انسانی عقلیں ان سب کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور دنیا بھر کے درختوں کے قلم بن جائیں اور سارے سمندر، بلکہ ان کی مثل اور بھی سمندر ہوں، وہ سب سیاہی میں بدل جائیں، قلم گھس جائیں گے اور سیاہی ختم ہو جائے گی، لیکن رب کے کلمات اور اس کی حکمتیں ضبط تحریر میں نہیں آسکیں گی۔

ذیلی فرق:

سیاہ رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے قرآن میں پانچ الفاظ ہیں۔ اَلْاَسْوَدُ، غَرَابِيبُ، اَحْوٰى، قَتَرَةٌ اور مِدَادَ۔ ان میں سیاہ یا کالا ہونے کا معنی تو پایا جاتا ہے اور معنی میں جو ذیلی فرق بیان کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے:

- اَسْوَدُ: کالا رنگ سفید کے مقابلہ میں۔
- غَرَابِيبُ: بہت زیادہ سیاہ۔
- اَحْوٰى: سبزی مائل سیاہ رنگ۔
- قَتَرَةٌ: دھوئیں جیسا سیاہ۔
- مِدَاد: سیاہی جس سے لکھا جاتا ہے، روشنائی۔[1]

---

[1] مترادفات القرآن (ص: ۵۹۹)

سیاہ رنگ کے احکام

سیاہ لباس اور رسول اللہ ﷺ:

سیاہ رنگ کا لباس جائز و درست ہے،[1] کیوں کہ سیاہ رنگ کے کپڑے کو امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے کئی مرتبہ زیبِ تن فرمایا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس سیاہ رنگ کے کپڑے یا چادر کو استعمال کیا ہے۔

سیاہ رنگ کے لباس کے جواز پر دلالت کرنے والی کئی احادیث ہیں، جن میں سے چند ایک حسبِ ذیل ہیں:

(1) ام خالد رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

"أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ فَقَالَ: «مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَكْسُوَ هٰذِهِ» فَسَكَتَ الْقَوْمُ، قَالَ: «إِئْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا وَقَالَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ» فَقَالَ: «يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهُ وَسَنَاهُ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنٌ»[2]

"نبی کریم ﷺ کے ہاں کچھ کپڑے آئے۔ ان میں ایک چھوٹی سی سیاہ چادر بھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارا کیا خیال ہے کہ ہم یہ پہننے کے لیے کس کو دیں؟ لوگ خاموش رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ام خالد

---

(1) تاہم اگر اسے نصاریٰ و شیعہ کی طرح سوگ کی علامت بنا کر ماہِ محرم میں پہنا جائے تو یہ جائز نہ ہوگا۔ [ابو عدنان]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨٢٣)

(بچی) کو میرے پاس لاؤ، اسے اٹھا کر لایا گیا تو آپ ﷺ نے چادر لے کر اپنے ہاتھوں سے اسے اوڑھائی اور فرمایا: اللہ کرے، اسے خوب استعمال کرو۔ اس چادر پر سبز یا زرد دھاریاں بھی تھیں۔ آپ ﷺ نے حبشی زبان کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا: ام خالد! یہ کتنی خوبصورت ہے۔''

''سَنَاهُ''، حبشی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنیٰ بہتر اور اچھا کے ہیں اور ''أَبْلِيْ وَ أَخْلِقِيْ'': یہ مخاطب کے لیے لمبی عمر کی دعا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور وہ اس کپڑے کو پہن کر بوسیدہ کرے۔

② ''وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَالْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ''[1]

''اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورت کے لیے احرام کے دوران زیورات، سیاہ لباس یا گلابی رنگ کا لباس اور موزے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں۔''

③ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ

«خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ»[2]

''نبی کریم ﷺ ایک روز صبح کو باہر اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ ﷺ نے سیاہ اون کی بنی ہوئی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ جس پر پالان کی سی شکل بنی ہوئی تھی۔''

④ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

''نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔''[3]

---

① صحيح البخاري، باب ما يلبس المحرم من الثياب.

② صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٠٨١)

③ صحيح مسلم، رقم الحديث (١٣٥٨)

⑤ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ"[1]

"نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔"

⑥ یونس بن عبید مولیٰ محمد بن القاسم کا بیان ہے:

"بَعَثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يَسْأَلُهُ عَنْ رَايَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَتْ فَقَالَ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ"[2]

"محمد بن قاسم نے مجھے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج کر رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے متعلق دریافت کیا کہ کیسا تھا؟ انھوں نے فرمایا: وہ اونی کپڑے کا سیاہ وسفید لکیروں والا تھا۔"

⑦ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

"صَنَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بُرْدَةً سَوْدَاءَ فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ فَقَذَفَهَا. قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكَانَ تُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ"[3]

"رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سیاہ اونی چادر تیار کی گئی۔ آپ ﷺ نے اسے زیبِ تن فرمایا۔ جب پسینہ آیا تو آپ ﷺ نے اس میں اون کی ناگوار بو محسوس کی تو آپ ﷺ نے اسے اتار پھینکا۔"

---

① السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث (٦١٨٩)

② سنن أبي داود، رقم الحديث (١٦٨٠)

③ سنن أبي داود، رقم الحديث (٧٦٦٠)

اس حدیث کی شرح میں علامہ عظیم آبادی لکھتے ہیں:

"وَالْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى مَشْرُوْعِيَّةِ لُبْسِ السَّوَادِ وَإِنَّهٗ لَا كَرَاهَةَ فِيْهِ"[1]

''یہ حدیثِ مبارک سیاہ لباس کے جواز و اجازت پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے پہننے میں کوئی کراہت نہیں۔''

(8) عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اِسْتَسْقٰى وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ»[2]

''رسول اللہ ﷺ نمازِ استسقاء کے لیے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ ﷺ (ایک سیاہ) چادر اوڑھے ہوئے تھے۔''

(9) ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عَمَامَةٌ دَسْمَاءُ"[3]

''نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ یا ایسا عمامہ تھا جو تیل لگا ہوا تھا۔''

(10) بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدٰى إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذِجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا"[4]

''نجاشی نے نبیِ اکرم ﷺ کی خدمت میں دو سیاہ سادہ موزے ہدیہ بھیجے۔ آپ ﷺ نے انھیں پہن لیا۔ بعد میں وضو کیا تو ان پر آپ ﷺ نے مسح کیا۔''

---

(1) عون المعبود (١١/ ١٢٦)

(2) صحيح سنن النسائي، رقم الحديث (١٥٠٧)

(3) الشمائل للترمذي، باب ما جاء في صفة عمامة رسول الله ﷺ.

(4) سنن أبي داود للسجستاني (١/ ٥٩) رقم الحديث (١٥٥) قال الألباني: حسنٌ.

⑪ اشعث بن سلیم کا بیان ہے:

"سَمِعْتُ عَمَّتِي تُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهَا قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ بِالْمَدِيْنَةِ إِذَا إِنْسَانٌ خَلْفِي يَقُوْلُ ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّهُ أَتْقَىٰ وَأَبْقَىٰ فَإِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا هِيَ بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ قَالَ أَمَّا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا إِزَارُهُ إِلٰى نِصْفِ سَاقَيْهِ"[1]

"میں نے اپنی پھوپھی جان سے سنا کہ وہ اپنے چچا سے بیان کرتی تھیں۔ اس نے کہا کہ ایک دفعہ میں مدینہ منورہ میں چلا جا رہا تھا۔ اچانک میں نے سنا کہ کوئی آدمی میرے پیچھے کہہ رہا تھا۔ وہ کہتا ہے اپنی چادر کو اوپر کر لو، اس سے کپڑا صاف رہے گا اور پھٹنے سے بھی محفوظ رہے گا۔ میں اُدھر متوجہ ہوا تو دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سیاہ چادر تو کام کاج کے وقت کی ہے، یعنی اس میں تکبر والی کوئی بات نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمھارے لیے میرے عمل میں اسوہ نہیں؟ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی چادر نصف پنڈلی تک تھی۔"

⑫ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

"كَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَوْدَاءَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضَ"[2]

"رسول اللہ ﷺ کا بڑا جھنڈا سیاہ رنگ کا، جب کہ چھوٹے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔"

⑬ حضرت حارث بن حسان فرماتے ہیں:

① الشمائل للترمذي، باب ما جاء في صفة إزار رسول الله ﷺ

② جامع الترمذي، رقم الحديث (١٦٨١)

”قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَائِمًا عَلَى الْمِنْبَرِ وَبِلَالٌ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ مُتَقَلِّدٌ سَيْفًا وَإِذَا رَايَةٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوْ هَذَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ“ [1]

”میں مدینہ حاضر ہوا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے ہیں، اور سیدنا بلال آپ ﷺ کے سامنے تلوار گردن میں لٹکائے کھڑے ہوئے، اور ایک سیاہ جھنڈا بھی دیکھا، تو میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ یہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہیں، جو جنگ سے واپس آئے ہیں۔“

(14) سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

”رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارٰى عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عَمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ فَقَالَ كَسَانِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ“ [2]

”میں نے بخارا میں سفید خچر پر سوار ایک آدمی دیکھا، اس کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ اس نے بتلایا کہ یہ عمامہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے پہنایا تھا۔“

(15) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِسَ خَمِيْصَةً سَوْدَاءَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا أَحْسَنَهَا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ يَشُوْبُ بَيَاضُهَا سَوَادَكَ وَيَشُوْبُ سَوَادَهَا بَيَاضَكَ، فَبَانَ مِنْهَا رِيْحٌ فَأَلْقَاهَا، وَكَانَتْ تَعْجُبُه الرِيْحَ الطَّيِّبَةَ“ [3]

”نبی کریم ﷺ نے سیاہ اونی چادر زیب تن کی، تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ پر کس قدر سج رہی ہے۔ اس

---

(1) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٨١٦) حسن

(2) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٠٣٨) قال الألباني: ضعيف الأسناد.

(3) صحيح ابن حبان، موارد الظمآن، باب في صفة.

کی سفیدی آپ کی سیاہی میں اور اس کی سیاہی آپ کی سفیدی میں خوب گھل مل گئی ہے۔ بعد میں اس میں سے ناپسند سی بو آئی تو آپ ﷺ نے اسے اتار پھینکا۔ آپ ﷺ کو محض اچھی بو پسند تھی۔"

سیاہ کپڑا اور آثارِ صحابہ:

① حضرت ابوجعفر انصاری بیان کرتے ہیں:

"قَالَ رَأَيْتُ عَلٰى عَلِيٍّ عَمَامَةً سَوْدَاءَ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ"[1]

"حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔"

② حضرت عطاء فرماتے ہیں:

"رَأَيْتُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضي الله عنه عَمَامَةً سَوْدَآءَ"[2]

"میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔"

③ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے، دینار بن عمار بیان کرتے ہیں:

"رَأَيْتُ عَلَى الْحَسَنِ عَمَامَةً سَوْدَآءَ"[3]

"میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔"

④ ابورزین بیان کرتے ہیں:

"خَطَبَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعَلَيْهِ عَمَامَةً سَوْدَآءَ"

"حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ہمیں جمعہ کے دن خطبہ دیا، اس وقت وہ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔"

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث (٢٤٩٥١) طبع مكتبة الرشد، الرياض.

[2] مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث (٢٤٩٦٠)

[3] مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث (٢٤٩٥٨)

⑤ سلمہ بن وردان کہتے ہیں:

"رَأَیْتُ عَلٰی أَنَسٍ عَمَامَةً سَوْدَآءَ عَلٰی غَیْرِ قُلُنْسُوَةٍ وَقَدْ أَرْخَاهَا مِنْ خَلْفِهٖ نَحْوًا مِنْ ذِرَاعٍ"

"میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بغیر ٹوپی کے سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا، ان کے پیچھے اس عمامہ کا ایک ہاتھ شملہ تھا۔"

⑥ ملحان بن ثروان بیان کرتے ہیں:

"رَأَیْتُ عَلٰی عَمَّارٍ عَمَامَةً سَوْدَاءَ"

"میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔"

⑦ حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رَأَیْتُ عَلٰی أَبِي دَرْدَآءَ عَمَامَةً سَوْدَآءَ"

"میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔"

⑧ حضرت حسین بن یونس فرماتے ہیں:

"رَأَیْتُ عَلٰی وَاثِلَةَ عَمَامَةً سَوْدَآءَ"

"میں نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔"

⑨ حضرت شعبی بیان کرتے ہیں:

"رَأَیْتُ عَلَی الْبَرآءِ عَمَامَةً سَوْدَآءَ"

"میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔"[1]

الشیخ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ:

الشیخ سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ نے حسبِ ضرورت مختلف مواقع پر سیاہ چادر، سیاہ

[1] ان تمام آثار کے حوالہ کے لیے دیکھیے: مصنف ابن ابي شيبة (٥/ ١٧٨)

عمامہ، سیاہ موزے اور سیاہ جھنڈے استعمال کیے ہیں۔

سیاہ چادر ایک صحابیہ کو عطا فرمائی۔ سیاہ عمامہ ایک صحابی کو عنایت فرمایا۔ نیز ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے احرام کے دوران عورت کے لیے سیاہ لباس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ لہٰذا کسی قوم کی مشابہت یا سوگ سے ہٹ کر اگر سیاہ لباس استعمال کیا جائے تو شرعی طور پر اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ اس کی ممانعت۔"

سوگ و ماتم اور سیاہ لباس:

سیاہ رنگ کا لباس پہننے میں کوئی حرج و قباحت نہیں۔ لیکن اس رنگ کو سوگ، ماتم اور حزن کے لیے استعمال کرنا، یا غم و افسوس کے اظہار کے لیے زیبِ تن کرنا، یا اس سیاہ رنگ یا کسی بھی دوسرے کلر کو اپنی جماعت کی علامت اور شعار بنا لینا درست نہیں ہے، کیوں کہ دین و شریعت میں کسی بھی رنگ کے لباس کو غم و اَلم یا سوگ و ماتم کے اظہار کے لیے مخصوص نہیں کیا گیا۔ حتی کہ جن مواقع پر عورت کو سوگ کرنے کا حکم یا اجازت دی گئی ہے، ان مواقع پر بھی اس کے لیے کسی خاص رنگ کے لباس یا ہیئت کو غم و افسوس اور سوگ کے لیے مخصوص نہیں کیا گیا، بلکہ اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا. تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ»[1]

"اگر نوحہ کرنے والی توبہ کرنے سے پہلے مرگئی، تو قیامت کے دن

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠٣)

اسے گندھک کی شلوار، اور تارکول کا کرتہ پہنایا جائے گا۔"

ملا علی قاری رحمہ اللہ:

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری اپنی معروف کتاب "مرقاۃ المفاتیح" میں لکھتے ہیں:

"لأنها كانت تلبس الثياب السود في الماتم فالبسها الله تعالىٰ السرابيل لتذوق وبال أمرها"[1]

"تارکول کے کرتہ کو اس لیے خاص کیا گیا ہے کہ وہ عورت سوگ کا کالا کپڑا پہنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کو تارکول (جو کالا ہوتا ہے) کا کرتہ پہنائیں گے تاکہ اپنے کرتوت کا مزہ چکھے۔"

علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ:

علامہ شمس الحق عظیم آبادی "عون المعبود" میں لکھتے ہیں:

"ومن البدع الباطلة المتعلقة بهذا اللون تعمد لبسه عند المصائب وفيه تشبه بالنصارىٰ أيضاً"[2]

"سیاہ رنگ کے متعلق باطل قسم کی بدعات پیدا ہو چکیں ہیں۔ یہ اعتقاد رکھا جاتا ہے کہ یہ رنگ مصیبت کے وقت پہنا جاتا ہے، اور پھر اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے۔"

سوگ وغم کے اظہار کے لیے سیاہ لباس پہننے کو فقہا نے منع لکھا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری:

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

---

[1] مرقاة المفاتيح (٥/ ٤٨٠)

[2] عون المعبود (١١/ ١٢٦)

"لا يجوز صبغ الثياب أسود أو أكهب تاسفاً على الميت،
لا يجوز تسويد الثياب في منزل الميت"[1]

''میت پر ماتم کرتے ہوئے کپڑے سیاہ رنگ میں رنگنا جائز نہیں ہے۔
اور نہ یہ جائز ہے کہ میت کے گھر کے کپڑے سیاہ رنگ میں رنگ دیے جائیں۔''

الشیخ العثیمین رحمہ اللہ:

فقیہ عصرِ حاضر الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لبس السواد عند المصائب شعار باطل لا أصل له والإنسان عندا لمصيبة ينبغي أن يفعل ما جاء به الشرع فيقول: ﴿إن لله وإنا إليه راجعون﴾ اللهم أجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها۔ لأنه إذا قال ذلك بإيمان واحتساب فإن الله يأجره على ذلك ويبدله بخير منها... وقال أيضاً... تخصيص لباس معين للتعزية من البدع فيما نرىٰ ولانه قد ينبئ عن تسخط الإنسان على قدر الله"[2]

''مصائب کے وقت سیاہ لباس پہننا باطل شعار و علامت میں شمار ہوتا ہے، جس کی کوئی اصل نہیں ملتی۔ انسان کو مصیبت کے وقت وہ کام کرنا چاہیے جو شریعتِ مطہرہ میں آیا ہے۔ لہٰذا وہ مصیبت کے وقت پڑھے: ''یقیناً ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم سب نے اس کی طرف ہی پلٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر

[1] عالمگیری (۵/ ۳۳۳)

[2] فتاویٰ الإسلامية (۳/ ۳۱۳)

دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرمایا...'' اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے: ... ہماری رائے میں تعزیت کے لیے لباس مخصوص اور معین کرنا بدعات میں شامل ہوتا ہے۔ اور اس لیے بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر انسان کی ناراضی کی خبر اور اظہار ہو۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ:

معروف مفسرِ قرآن حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہمارے ملک میں سیاہ لباس ایک مخصوص فرقہ، ماتم اور اپنے شعار کے طور پر پہنتا ہے۔ اس لیے مشابہت سے بچنے کے لیے مکمل سیاہ لباس سے اجتناب بہتر ہے۔ تاہم خالی پگڑی سے مشابہت نہیں ہوتی، اس لیے اس میں کراہت کا کوئی پہلو نہیں۔''[1]

ان علمائے کرام کی تصریحات و فتاویٰ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ غم و افسوس اور اظہارِ مصیبت کے لیے، یا اپنے مخصوص گروہ کی علامت و شعار کے لیے، سیاہ لباس نہیں پہننا چاہیے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غم و اَلم کے لیے کالا لباس مخصوص نہیں کیا۔ ویسے بھی دورِ حاضر میں سیاہ لباس (بالخصوص ماہِ محرم میں) ایک خاص فرقے کی علامت بن چکا ہے۔

سیاہ لباس اور شیعہ کتب:

اگر ماتم و سوگ کی نیت نہ ہو تو سیاہ رنگ کا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ بات اہلِ سنت کی بنیادی کتب میں موجود ہے۔ جیسا کہ ہم نے سابق میں کئی روایات درج کی ہیں۔

لیکن شیعہ حضرات جن کے علما و مجتہدین نے سیاہ رنگ کے لباس کو اختیار

[1] ریاض الصالحین (١/ ٦٤٣)

کر رکھا ہے۔ اپنے مذہبی پروگراموں میں اکثر کالا لباس پہن کر آتے ہیں۔ سیاہ لباس کو ماتمی لباس بنایا ہوا ہے۔ ان کی ''کتبِ مقدسہ'' میں سیاہ رنگ پہننے کے احکام کیا ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں:

① شیعہ کی ''معتبر کتاب'' ''تہذیب الأحکام'' (ص: ۲۰) میں ہے:
''بسند معتبر'' جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ سیاہ کپڑے نہ پہنو، کہ وہ لباسِ فرعون کا ہے۔''

② دوسری ''معتبر حدیث'' میں منقول ہے:
''کسی شخص نے جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھوں؟ حضرت نے فرمایا کہ کالی ٹوپی سے نماز نہ پڑھو کیوں کہ وہ اہلِ جہنم کا لباس ہے۔''

③ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:
''کالا رنگ سوائے تین چیزوں یعنی موزہ، عمامہ اور عبا کے اور سب لباسوں میں مکروہ ہے۔''[1]

④ شیعہ کی ''معتبر'' کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' اردو (ص: ۱۷۱، ۱۷۲) میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:
''اس میں نماز نہ پڑھو، یہ اہلِ جہنم کا لباس ہے۔''

---

[1] ان تینوں کے حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

تہذیب الأحکام، المعروف بہ تہذیب المؤمنین اردو ترجمہ حلیة المتقین تالیف فارسی: عالی جناب علامہ محمد باقر مجلسی، اردو ترجمہ الحاج سید مقبول احمد، نظر ثانی ڈاکٹر آغا مسعود رضا خاکی، ناشر افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور۔

⑤ امیر المومنین علیہ السلام جن باتوں کی اپنے اصحاب کو ہدایت فرمایا کرتے تھے۔
انھیں میں یہ بھی فرمایا:
''سیاہ لباس نہ پہنا کرو، یہ فرعون کا لباس ہے۔''

⑥ حذیفہ بن منصور سے روایت ہے:
''ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس مقامِ حیرہ (پشت کوفہ پر ایک قدیمی شہر) میں تھا کہ ابو العباس خلیفہ کا قاصد آپ کو بلانے کے لیے آیا تو آپ نے ایک برساتی لباس منگوایا، جس کا ایک رخ سیاہ اور دوسرا رخ سفید تھا۔ آپ نے پہنا اور فرمایا: میں اسے پہن رہا ہوں، مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ اہلِ جہنم کا لباس ہے۔''[1]

یہی روایات باسند ملاحظہ فرمائیں: شیعہ کی اس معتبر کتاب میں: ''علل الشرائع'' اردو للشیخ الصدوق، مترجم مولوی سید حسن امداد (باب ٥٦)

شیعہ حضرات کی ان معتبر کتب سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ کالا لباس ''أنا ربكم الأعلىٰ'' کے دعوے دار فرعون کا ہے اور کالا لباس اہلِ جہنم کا لباس ہے۔ کیا شیعہ دوست اپنے لیے سیاہ لباس کو مخصوص کر کے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مصداق بننے کی کوشش کرتے ہیں؟

سیاہ رنگ اور توہّم پرستی:

ہمارے معاشرے میں سیاہ رنگ کے بارے میں کئی طرح سے توہّم پرستی پائی جاتی ہے۔ بعض لوگ سیاہ رنگ کی چوڑیوں اور کپڑوں کو منحوس اور برا سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس رنگ کے استعمال سے مصیبت، تکلیف اور پریشانی

[1] من لا یحضرہ الفقیہ اردو، تالیف الشیخ الصدوق، پیشکش سید اشفاق حسین نقوی، ناشر الکساء پبلشرز R-159 سیکٹر P5، نارتھ کراچی)

کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بات بالکل لغو، فضول اور محض توہم پرستی ہے۔ رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اعمال سے انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے۔ مصائب و آلام رنگوں کی وجہ سے نہیں، بلکہ انسان کے بُرے اعمال کے سبب سے نازل ہوتے ہیں۔

بعض لوگ اپنے گھروں میں سیاہ برتن خاص طور پر دیگچی رکھنے سے بڑا گریز کرتے ہیں۔ دو آدمیوں کے درمیان اگر کوئی سیاہ برتن یا سیاہ دیگچی پڑی ہو تو اسے بھی منحوس تصور کیا جاتا ہے۔ سیاہ رنگ کا کتا،[1] یا خرگوش پالنے کو بھی برا تصور کیا جاتا ہے۔ اگر آدمی سفر پر نکلے تو سامنے سے کالی بلی گزر جائے اور راستہ کاٹ دے تو اسے بھی منحوس اور برا خیال کیا جاتا ہے۔

کالے رنگ کا بکرا:

بعض لوگ بکرے کو ہی صدقہ سمجھتے ہیں اور بکرے میں بھی کالے رنگ کو ضروری یا افضل سمجھتے ہیں اور اس میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ اگر ذرا سا رنگ بھی غیر سیاہ ہو تو اس کو صدقہ میں کم فضیلت اور کم افادیت کا باعث سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے کالے رنگ والے بکروں کی قیمت دوسرے رنگ کے بکروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ عوام کا عقیدہ اس سلسلہ میں یہ ہوگیا ہے کہ بلا اور مصیبت ان کے تصور میں سیاہ اور کالے رنگ کی ہوتی ہے۔ سیاہ رنگ کا بکرا اس بلا کو دور کرنے اور اپنے ساتھ لے جانے میں زیادہ تاثیر رکھتا ہے، کیوں کہ دونوں طرف سے رنگ کی مناسبت و موافقت ہوجاتی ہے۔ یہ تصور بدعت ہے اور اس خرابی کی بنیاد جانور کا بیماری اپنی جان کے ساتھ لے جانے کا عقیدۂ فاسدہ ہے۔[2]

① سیاہ رنگ کے کتے کو نبی اکرم ﷺ نے شیطان قرار دیا ہے: «الکلب الأسود شیطان»
(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۱۰، سنن أبي داود، رقم الحدیث: ۷۰۲) [ابو عدنان]

② وہم پرستی اور اس کا علاج (ص: ۵۳، الشیخ محمد طیب محمدی)

ساقیٔ اربابِ ذوق

PDF BOOK COMPANY

مدد، مشاورت، تجاویز اور شکایات :

Muhammad Husnain Siyalvi
0305-6406067
Sidrah Tahir
0334-0120123
Muhammad Saqib Riyaz
0344-7227224

سیاہ خضاب کا مسئلہ:

اپنے بالوں کو سیاہ رنگ سے رنگنا یا ایسے ہیئر کلر استعمال کرنا، جن سے بالوں کی سفیدی سیاہی میں تبدیل ہو جائے اور بال سیاہ نظر آئیں جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی بھی کلر استعمال کر لیا جائے، اس کی رخصت ہے۔[1] بعض لوگوں نے بالوں کو کالا کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن درست بات یہی ہے کہ بالوں کو سیاہ کرنے میں ایک قسم کی تلبیس اور دھوکہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب و پرہیز ہی بہتر ہے۔

1. صحیح مسلم اور سنن ابی داود میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد) ابو قحافہ کو لایا گیا، تو ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھے، تو رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

   «غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ»[1]

   ''اسے کسی رنگ سے بدل ڈالو، لیکن سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا۔''

2. مسند احمد میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اپنے والد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے کر آئے، اور نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر انھیں اتار دیا۔

---

[1] بلکہ سفید چھوڑنا جائز اور کالے کو چھوڑ کر کسی بھی دوسرے رنگ سے رنگنا مستحب ہے اور اس کی دلیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابو قحافہ کے اسلام لانے والے مذکورہ واقعے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم دینا ہے کہ ان کے بڑھاپے (کی سفیدی) کو بدل دو، البتہ کالے رنگ سے گریز کرو۔ [ابو عدنان]

[1] صحيح مسلم: كتاب اللباس، باب الترجل، باب في الخضاب، رقم الحديث (٤٢٠٤)

«فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ لَوْ أَقْرَرْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ لَأَتَيْنَاهُ مَكْرُمَةً لِأَبِي بَكْرٍ، فَأَسْلَمَ وَلِحْيَتُهُ وَرَأْسُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَيِّرُوهُمَا وَجَنِّبُوهُ السَّوَادَ»[1]

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اعزاز کا خیال رکھتے ہوئے فرمایا: اگر بزرگوں کو گھر میں ہی رہنے دیتے تو ہم خود ان کے پاس چلے جاتے۔ الغرض ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ''ثغامہ'' نامی بوٹی کی طرح سفید ہو چکے تھے۔ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: ان کے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کا رنگ بدل دو، لیکن کالا رنگ کرنے سے پرہیز کرنا۔''

توضیح:

محدّث العصر علامہ بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری (ص: ۴۹۹) میں فرماتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں دلیل ہے کہ اجازت صرف اس خضاب کی ہے جو کالے رنگ کا نہ ہو۔

علامہ ابو الحسن سندھی رحمہ اللہ حاشیہ ابن ماجہ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ کالے رنگ کا خضاب حرام یا مکروہ ہے۔ اسی طرح ''تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی'' میں ہے:

''رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کالے رنگ کے خضاب کی ممانعت پر کھلی دلیل ہے۔''[2]

---

[1] مسند أحمد ۳۰/ ۱۶۰) رقم الحديث (۱۲٦٥٦) طبع مؤسسة قرطبه، القاهرة

[2] الٰہی عتاب بر سیاہ خضاب للعلامہ الراشدی رحمہ اللہ (ص: ۶۰۵)

علامہ نووی رحمہ اللہ:

علامہ نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

"ویحرم خضابه بالسواد علی الأصح، وقیل یکره کراهة تنزیه، والمختار التحریم لقوله ﷺ، واجتنبوا السواد"[1]

"(صحیح بات یہ ہے) کہ سیاہ رنگ کا خضاب حرام ہے۔ بعض نے کراہت تنزیہی کہا ہے، مگر مختار قول تحریم والا ہے، کیوں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔"

۳ سنن نسائی، ابو داود اور مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا:

"یکون قوم یخضبون في آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة"[2]

"آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے، جو سیاہ رنگ سے اپنے بال رنگیں گے، جیسے کبوتروں کے سینے (پوٹ) ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔"

ان احادیثِ مبارکہ میں سیاہ خضاب کی مذمت و وعید بالکل واضح ہے۔

---

[1] شرح مسلم للنووي (١٤/ ٨٠) طبع بیروت

[2] سنن أبي داود: کتاب الترجل، رقم الحدیث (٤٢١٢) سنن النسائي، رقم الحدیث (٤٩٨٨) مسند أحمد، رقم الحدیث (٢٤٧١)

چوتھا باب

③ سرخ رنگ = "اَلْأَحْمَرُ"

RED

قرآنِ کریم میں جن رنگوں کا تذکرہ ہے، ان میں سے تیسرا رنگ سرخ یا لال رنگ ہے۔ اس رنگ کو ظاہر، واضح اور عیاں کرنے کے لیے لفظ "حَمَرَ" آیا ہے۔ اس رنگ کے معنی میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے۔

"حَمَرَ" کی لغوی وضاحت:

حُمُرٌ، أَحْمَر (بمعنی سرخ) کی جمع ہے۔ مونث حَمْرَاء، الحمرة سرخی، سرخ رنگ۔ إِحْمَرَّ الشَّيْءُ چیز کا رنگ سرخ ہوگیا۔ إِحْمَار کا بھی یہی معنی ہے۔

رَجُلٌ أَحْمَرُ: گورے سرخ رنگ کا آدمی اس کی جمع "أَحَامِرُ" اگر تمھاری مراد سرخ رنگ سے رنگا ہوا آدمی ہو تو کہیں گے: "أَحْمَرُ" اور اس کی جمع "حُمْرٌ" ہے۔[1]

سرخ رنگ کا قرآن میں تذکرہ:

سورۃ الفاطر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ

[1] مختصار الصحاح (ص: ٢٧٥) الإمام محمد بن أبو بكر الرازي.

مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ﴾

''کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے، اور پھر اس کے ذریعہ سے ہم طرح طرح کے پھل نکال لاتے ہیں، جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں، جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔''

تشریح وتفسیر:

اس آیت کی تشریح وتفسیر گزر چکی ہے۔

سرخ لباس کے بارے میں احکام و ہدایات

عورتوں کے لیے سرخ لباس استعمال کرنا جائز و درست ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں البتہ مرد حضرات کے لیے سرخ لباس پہننے کے مسئلہ میں علمائے کرام میں اختلاف ہے، کیوں کہ سرخ لباس کے بارے میں دونوں طرح کی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

- کچھ احادیث میں سرخ لباس پہننے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔
- اور کچھ احادیث میں اس کا جواز پایا جاتا ہے۔

سرخ رنگ کے لباس کے جواز پر دلالت کرنے والی چند احادیث:

① صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْبُوعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ»[1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب الثوب الأحمر، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب في صفة النبي ﷺ وإنه كان أحسن الناس وجها.

''رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے، میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا، میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی۔''

② سنن ابن ماجہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَا رَأَیْتُ أَجْمَلَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُتَرَجِّلًا فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ»[1]

''میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے زیادہ صاحبِ جمال نہیں دیکھا، جبکہ آپ ﷺ نے (بالوں میں) کنگھی کی ہوئی تھی، اور سرخ چادریں (تہبند اور چادر) پہن رکھی تھیں۔''

③ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«رَأَیْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَکَّةَ وَھُوَ بِالْأَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ. فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْئِهٖ، فَمِنْ نَاضِحٍ وَنَائِلٍ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، کَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰی بَیَاضِ سَاقَیْهِ...»[2]

''میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو مکہ میں دیکھا، جب کہ آپ ﷺ ابطح جگہ (وادی کے نشیب) میں تھے۔ سرخ رنگ کے چمڑے سے بنے ہوئے خیمے میں دیکھا، پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے لیے وضو کا پانی لے کر باہر نکلے، کچھ لوگ وہ تھے، جنھیں صرف چھینٹے مل سکے اور بعض وہ تھے، جنھیں کچھ پانی مل گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ بھی باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے جسمِ اطہر پر سرخ رنگ کا جوڑا تھا (جس سے آپ کی سفیدی نمایاں ہو رہی تھی) گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں....''

① سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب لبس الأحمر للرجال، رقم الحديث (۳۵۹۹)

② صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الأحمر، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب سترة المصلى.

④ ابو داؤد اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے:

«فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ»

''(اسی اثناء میں) حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیص پہنے ہوئے آئے، وہ افتاں خیزاں (گرتے تھے اور اٹھتے) تھے۔''

تو آپ ﷺ منبر سے اتر پڑے، ان کو پکڑا اور ان دونوں کو لے کر منبر پر تشریف لائے، پھر فرمایا:

﴿ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ﴾ [الأنفال: ٢٨]

''بلاشبہ تمھارے اموال اور تمھاری اولادیں آزمائش ہیں۔''

«رَأَيْتُ هَذَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ»

''میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر خطبہ شروع کر دیا۔[1]

⑤ سنن ابی داود اور مسند احمد میں ہے کہ حضرت ہلال بن عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا:

«رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِمِنٰى يَخْطُبُ عَلٰى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرُ، وَعَلِيٌّ أَمَامَهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ»[2]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں دیکھا، جب کہ آپ ﷺ اپنے خچر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے۔ اور آپ ﷺ نے سرخ رنگ

---

① سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث، سنن الترمذي، كتاب المناقب، رقم الحديث (٣٧٧٤)

② سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب الرخصة في ذلك (٤٠٧٣) مسند أحمد (٣/ ٤٧٧)

کی دھاری دار چادر لی ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے آگے تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔''

⑥ مجمع الزوائد اور معجم طبرانی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْبِسُ يَوْمَ الْعِيْدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ»[1]

''رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دھاری دار سرخ رنگ کی چادر زیبِ تن فرمائی ہوئی تھی۔''

⑦ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز اپنی سرخ چادر پہنا کرتے تھے۔''

جامع ترمذی میں ہے، امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ''

''ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، وہ دو سرخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔''

انھوں نے ان میں سے ایک کے ساتھ ناک صاف کیا اور فرمایا: واہ واہ ابوہریرہ! آج اس کپڑے سے ناک صاف کر رہا ہے؟ ایک زمانہ وہ تھا کہ منبرِ رسول اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو کر گر گیا، تو گزرنے والے یہ سمجھتے ہوئے میری گردن پر پاؤں رکھنے لگے کہ شاید یہ پاگل ہوگیا ہے۔ حالانکہ میں بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا۔[2]

⑧ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ''[3]

---

① مجمع الزوائد، رقم الحديث (٣٢٠٨) طبراني أوسط، رقم الحديث (٧٦٠٩)

② صحيح و ضعيف سنن الترمذي للألباني، رقم الحديث (٢٣٦٧)

③ صحيح البخاري، كتاب الجمعة، رقم الحديث (٥٨١٣)

"نبیِ اقدس ﷺ کو سب کپڑوں میں پہننے کے لیے حبرہ چادر سب سے زیادہ پسند تھی۔"

بعض شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس چادر کو اس لیے پسند کرتے تھے کہ اس کی دھاریاں سرخ ہوتی تھیں اور سرخ رنگ میل خورا ہوتا ہے۔[1]

سرخ رنگ کے لباس کی ممانعت پر دلالت کرنے والی چند روایات:

① صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَالْقَسِيِّ»[2]

"نبیِ اقدس ﷺ نے ہمیں سرخ چٹائی اور ریشمی دھاگے سے بنے ہوئے کپڑوں سے منع فرمایا۔"

توضیح:

"میاثر"، "میثر" کی جمع ہے جو سرخ رنگ کے زین پوش کو کہتے ہیں۔

② سنن نسائی میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

«نُهِيتُ عَنِ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ، وَخَاتِمِ الذَّهَبِ، وَأَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ»[3]

"مجھے سرخ کپڑے اور سونے کی انگوٹھی اور رکوع [وسجود] میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔"

③ سنن ابی داود و ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے بہ سند

---

[1] شرح مشكاة.

[2] صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب لبس القسي، رقم الحديث (٥٥٠٠)

[3] سنن النسائي، رقم الحديث (٥١٧١) وقال الإمام الألباني صحيح الاسناد. صحيح سنن النسائي، رقم الحديث (١٠٦٨)

ضعیف روایت ہے:

«مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ»[1]

"رسولِ مکرم ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا، جس نے دو سرخ رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے، اس نے نبیِ کریم ﷺ کو سلام کیا تو رسولِ مکرم ﷺ نے اسے جواب نہ دیا۔"

فائدہ:

① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اگر کوئی خالص سرخ رنگ کے کپڑے پہنے تو یہ ممنوع ہے۔

② اگر کوئی شخص کسی شرعی مخالفت کا مرتکب ہو رہا ہو تو زبانی نصیحت کے علاوہ ایک انداز یہ بھی ہے کہ اس کے سلام کا جواب نہ دیا جائے۔ تاکہ اسے خوب نصیحت ہو اور وہ اپنے غلط عمل سے باز آجائے۔ جیسا کہ غزوہ تبوک سے عمداً پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ کیا گیا۔[2]

تطبیقِ احادیث:

ان دونوں طرح کی احادیث میں الحمد للہ جمع و تطبیق ممکن ہے، کیوں کہ صحیح احادیث میں کوئی تخالف و تعارض نہیں ہوتا۔ کیوں کہ ان سب کا مصدر و ماخذ اور منبع و سرچشمہ ایک ہی ذات ہے۔ ان دونوں قسم کی احادیث میں محدّثین و شارحینِ احادیث نے اس طرح تطبیق دی ہے:

---

[1] ضعيف سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٠٣) ضعيف سنن الترمذي (٣٣٤)

[2] فوائد سنن أبي داود مترجم (٤/ ١٥٩) طبع دار السلام

الشیخ محمد بن صالح المنجد حفظہ اللہ:

الشیخ محمد بن صالح المنجد لکھتے ہیں:

« إنه يجوز لبس الملابس الحمراء إذا كانت مختلطة بالوان أخرى، ولا يجوز لبس الأحمر البحت الخالص لَنَهْيِه ﷺ »[1]

''اگر لباس میں سرخ رنگ کے ساتھ دوسرے بھی ہوں تو جائز ہے اور صرف خالص سرخ رنگ پہننا جائز نہیں، کیوں کہ نبیِ اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔''

سرخ رنگ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا موقف:

کئی احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''سرخ حلہ'' زیبِ تن فرمایا۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' ''حلہ'' کا مطلب تہبند اوڑھنے والی چادر ہے۔ اور ''حلہ'' کا لفظ ان دونوں کے مجموعے پر بولا جاتا ہے۔ یہ سمجھنا غلط فہمی ہے کہ یہ جوڑا خالص سرخ رنگ کا تھا اس میں دوسرا رنگ شامل نہیں تھا۔''

''سرخ حلے'' سے مراد یمن کی دو چادریں ہوتی ہیں۔ جو سرخ اور سیاہ دھاریوں کی صورت میں بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ جس طرح یمن کی چادریں (لکیر دار) ہوتی ہیں۔ یہ لباس اس نام ''سرخ حلہ'' سے ان سرخ دھاریوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ ورنہ خالص سرخ لباس سے تو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے گدھوں کی سرخ کاٹھیوں سے منع فرمایا۔

---

[1] فتاویٰ الإسلام؛ سوال و جواب، رقم السوال (۸۳٤۱)

سنن ابی داود میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بدن پر زعفران رنگ سے رنگی ہوئی ایک چادر دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیسی چادر ہے جو تم نے اوڑھ رکھی ہے؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی محسوس کر لی۔ میں واپس گھر آیا تو تنور گرم ہو رہا تھا۔ میں نے چادر تنور میں ڈال دی۔

پھر دوسرے دن حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: عبداللہ! تم نے اس چادر کا کیا کیا؟ میں نے تمام واقعہ عرض کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے اسے گھر میں کسی عورت کو کیوں نہ پہنا دیا؟ کیوں کہ عورتوں کے لیے اس رنگ کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔''

صحیح مسلم میں انہی صحابی سے روایت ہے کہ نبیِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو معصفر (کسم میں رنگی ہوئی) چادریں دیکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انھیں مت پہنو! یہ کفار کا لباس ہے۔''

اور صحیح مسلم میں ایک روایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کو کسم کا رنگ دینے سے منع فرمایا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ کسم کے رنگ سے کپڑا سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے۔

حدیث میں یہ واقعہ بھی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کسی سفر میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامان میں چادریں دیکھیں، جن پر سرخ دھاریاں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں تمھاری سواریوں پر یہ سرخی نہ دیکھوں۔''

چنانچہ ہم فوراً تیزی سے اٹھے، حتیٰ کہ ہمارے اونٹ بدک گئے اور ہم نے تمام سرخ کپڑے اتار لیے۔ اسے ابو داود نے روایت کیا ہے۔

سرخ لباس کی کراہت تو بہت ہی شدید ہے۔ اس لیے یہ کیسے ہوسکتا ہے

کہ آپ ﷺ نے گہرا سرخ لباس پہنا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں یقیناً اس سے محفوظ رکھا۔ البتہ سرخ جوڑے کے لفظ پر شبہہ ہوسکتا ہے۔[1]

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ:

معروف مفسرِ قرآن اور شارح حدیث حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ جواز والی حدیث مبارک کی توضیح و فوائد کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ مردوں کے لیے سرخ لباس بھی جائز ہے، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ کا رجحان ہے۔"

تاہم بعض علما نے کہا ہے:

"نبیِ اقدس ﷺ کا یہ سرخ لباس خالص سرخ رنگ کا نہیں تھا، بلکہ اس میں سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں، جس کے جواز میں کوئی شبہہ نہیں۔ اس لیے ان کے نزدیک خالص سرخ رنگ کے کپڑے، جس طرح عورتیں پہنتی ہیں، مردوں کے لیے جائز نہیں۔"

بعض علما نے کہا:

"حالات و ظروف کے مطابق اس کا حکم ہوگا۔ اگر کسی جگہ یہ رنگ کافروں کا شعار، یا عورتوں میں اس کا چلن عام ہوگا، تو مسلمان مردوں کے لیے کفار سے مشابہت یا عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے ناجائز اور بہ صورت دیگر جائز ہوگا۔"

بعض علما نے کہا ہے:

"گھر کے اندر مرد کے لیے سرخ رنگ کا لباس پہننا جائز ہے۔ اور گھر کے باہر اجتماعات اور مجلسوں میں ناجائز ہے۔"

---

[1] زاد المعاد مترجم اردو (۱/ ۱۵۳) طبع کراچی.

خلاصہ یہ ہے کہ سرخ رنگ کا لباس (مردوں کے لیے) بجائے خود ممنوع نہیں۔ حالات وظروف کے مطابق اس کے جواز وعدم جواز کا فیصلہ ہوگا۔ جیسے آج کل ہمارے زمانے اور معاشرہ میں خالص سرخ رنگ کا جوڑا عورتوں کا، بالخصوص شادی کے موقع پر دلہنوں کا، مخصوص لباس ہے۔ اس لیے اس کا استعمال ناجائز ہوگا۔ تاہم یہ عدمِ جواز صرف عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے ہے، ورنہ اس کی ممانعت کی کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم[1]

الموسوعة الفقهية:

الموسوعه الفقهية میں ہے:

"ذهب بعض الحنفية والحنابلة إلى القول بكراهة لبس ما لونه أحمر متى كان مشوب بغيره من الالوان للرجال دون النساء"[2]

"بعض حنفیہ اور حنابلہ کا قول ہے کہ خالص سرخ رنگ کا لباس مردوں کے لیے مکروہ ہے۔ البتہ عورتوں کے لیے مکروہ نہیں۔ اور اگر سرخ کے ساتھ کوئی دوسرا رنگ ملا ہوا ہوتو یہ مکروہ نہیں۔"

---

(1) رياض الصالحين، مترجم (١/ ٦٤٢)

(2) الموسوعة الفقهية (٦/ ١٣٢) طبع كويت

پانچواں باب

④ سبز رنگ (اَلْاَخْضَرُ)

GREEN

قرآن کریم میں جن رنگوں کا تذکرہ آیا ہے، ان میں سے چوتھا رنگ سبز یا ہرا رنگ ہے۔ اس رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے قرآنِ کریم میں پانچ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

سبز رنگ کے لیے قرآنی الفاظ:

1. خَضِراً (ایک بار)
2. اَلْاَخْضَرِ (ایک بار)
3. خُضْرٍ (چار بار)
4. خُضْراً (ایک بار)
5. مُخْضَرَّةً (ایک بار)

سبز رنگ کے لیے قرآنی الفاظ کی لغوی وضاحت:

① خَضِراً: خَضَرٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ۔

② اَلْاَخْضَر: اَخْضَر بمعنی سبز، مؤنث خَضْرَاء، جمع خُضْر۔ أَخْضَر، خُضْر سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

③ خُضرٍ: سبز، ہرا۔ اَخْضَرَ اور خَضْرَاء کی جمع۔

④ مُخْضَرَّۃً: اسم فاعل واحد مونث منصوب اِخْضِرَارٌ مصدر باب اِفْعِلَالٌ، سرسبز۔ خُضْرَۃٌ سفیدی اور سیاہی کا مخلوط رنگ، جس میں سیاہی کی طرف میلان ہو۔[1]

سبز رنگ کا تذکرہ قرآن میں

① سبز شاخیں کونپلیں:

سورۃ الانعام (آیت: ۹۹) میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴾

''اور وہی ہے، جس نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس (بارش) سے ہر قسم کی روئیدگی نکالی، پھر ہم نے اس سے سرسبز (کھیتی) نکالی، جس سے ہم اوپر تلے پیوستہ دانے نکالتے ہیں، اور کھجور کے گابھے سے لٹکتے ہوئے گچھے، اور انگوروں کے باغات اور زیتون اور انار (بھی پیدا کیے جو کئی اعتبارات سے) آپس میں ایک جیسے (لگتے) ہیں، اور (پھل، ذائقے اور تاثیرات) جدا گانہ ہیں۔ تم درخت کے پھل کی طرف دیکھو، جب وہ پھل لائے اور اس کے

[1] لغات القرآن (۱/ ۲/ ۳۱۲)

پکنے کو (بھی دیکھو)، بے شک ان میں ایمان رکھنے والے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔''

شرح وتفسیر:

''خَضِراً'' سے مراد سبز شاخیں اور کونپلیں ہیں، جو زمین میں دبے ہوئے دانے سے اللہ تعالیٰ زمین کے اوپر ظاہر فرما رہا ہے، پھر وہ پودا یا درخت نشو ونما پاتا ہے۔ یعنی ان سبز شاخوں سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔ جس طرح گندم اور دھان کی بالیاں ہوتی ہیں۔ مراد یہ سب غلہ جات مثلاً، جَو، جوار، باجرہ، مکئی، گندم اور دھان وغیرہ۔

الشیخ ڈاکٹر محمد لقمان السلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال قدرت کی ایک عظیم دلیل پیش کی ہے۔ اور انسانوں کے لیے ایک بہت بڑی نعمت کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات پر رحم کرتے ہوئے بادل سے پانی برساتا ہے۔ اس پانی کے ذریعہ انواع و اقسام کے پودے پیدا کرتا ہے، پھر اس پودے کو تروتازہ اور سبز درخت بناتا ہے، پھر ان درختوں میں گچھوں کی شکل میں ڈھیر سارے دانے پیدا کرتا ہے۔ جیسے گیہوں، جَو اور دھان کے خوشے اور کھجور کے درختوں میں گچھے پیدا کرتا ہے، جو بتدریج خوشے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور جو ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں اور کچھ دور بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ پانی کے ذریعہ انگوروں کے باغ کو بسا دیتا اور زیتون اور انگور پیدا کرتا ہے، جن میں سے بعض تو شکل و ہیئت اور رنگ و ذائقہ میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں اور بعض

مشابہ نہیں ہوتے۔

اور ذرا ان میں سے ہر ایک کو دیکھو تو سہی، کہ جب پھل نکلتا ہے تو کیسا کمزور اور بے کار سا ہوتا ہے، اور جب وہ پک جاتا ہے تو کیسا نفع بخش اور لذیذ ہوتا ہے۔ یقیناً ان سب چیزوں میں نگاہِ عبرت انسان کو دعوت دیتی ہے کہ وہ ان کے پیدا کرنے والے کی عظیم قدرت پر ایمان لے آئے۔''[1]

۲ سبز درخت سے آگ:

سورۃ یٰسین (آیت: ۸۰) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْہُ تُوْقِدُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ وہی ہے، جس نے تمھارے لیے ہرے بھرے درخت سے آگ پیدا کر دی اور تم اس سے اپنے چولہے روشن کرتے ہو۔''

شرح وتفسیر:

یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ہرے بھرے درختوں میں آتش گیر مادہ رکھا ہے، جس کی بدولت تم لکڑیوں سے آگ جلاتے ہو۔ یا پھر یہ اشارہ ہے مرخ اور عفار نامی ان دو درختوں کی طرف، جن کی ہری بھری ٹہنیوں کو لے کر اہلِ عرب ایک دوسرے پر مارتے تھے، تو ان سے آگ جھڑنے لگتی تھی۔ قدیم زمانہ میں عرب کے بدو آگ جلانے کے لیے یہی چقماق استعمال کیا کرتے تھے۔ اور ممکن ہے آج بھی کرتے ہوں۔

---

[1] تیسیر الرحمن لبیان القرآن (ص: ۱۲۲۴) طبع بہار، ہندوستان.

③ بارش سے زمین سرسبز:

اللہ احکم الحاکمین نے سورۃ الحج (آیت: ۶۳) میں فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴾

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کی بنا پر کیسے حکمت بھرے نظام کے مطابق آسمان سے پانی اتارا ہے۔ پھر اس سے زمین ہری بھری اور سرسبز و شاداب ہوجاتی ہے خشک اور مردہ پڑی ہوئی یہ زمین بلاشبہ اللہ بڑا ہی مہربان نہایت ہی باخبر ہے۔''

شرح وتفسیر:

اس سے اصحابِ فکر و بصیرت کو دعوت غور وفکر دی گئی ہے کہ تمھارے پاؤں تلے بچھی ہوئی زمین کے اس عظیم الشان فرش میں بھی تمھارے لیے عظیم الشان درس ہائے عبرت و بصیرت ہیں اور ایسے عظیم الشان کہ ان میں صحیح طور سے غور وفکر سے انسانی عقل وفکر کی دنیا روشن اور منور ہوجاتی ہے، مگر مشکل اور مشکلوں کی مشکل یہ ہے کہ تم لوگ غور وفکر سے کام لیتے ہی نہیں ہو۔

سو اس میں تمھارے لیے ایک روح پرور اور حیات آفریں درس یہ بھی ہے کہ تم لوگ موجودہ ظاہری حالات کی ناسازگاری کو دیکھ کر خداوند قدوس کی نصرت و مدد کو بعید از امکان نہ سمجھو، بلکہ یہ یقین رکھو کہ وہ کبھی بھی اور کسی بھی طرح سے نمودار ہوسکتی ہے۔ سو زمین کو تم لوگ دیکھتے ہو کہ یہ بالکل خشک اور چٹیل پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اس میں سبزے اور روئیدگی کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔

افق پر اَبر کا کوئی نشان موجود نہیں ہوتا، لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اس کی بھیجی ہوئی ہوائیں، بادلوں کے قافلوں کے قافلوں کو ہانک لاتی ہیں، اور ان کو فضا میں پھیلا دیتی ہیں۔ پھر چھم چھم مینہ برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور چشم زدن میں ساری زمین جل تھل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور پھر اس کے نتیجے میں ہر طرف سبزے اور ہریالی کا دور دورہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اللہ جب چاہے گا، اپنے بندوں کے لیے اپنی رحمت و عنایت کی برسات برسا دے گا۔ اگرچہ ظاہری حالات کتنے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں۔

نیز زمین کی یہ روئیدگی اور ہریالی بعث بعد الموت کا نمونہ اور نقشہ بھی پیش کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی لطیف یعنی باریک بین اور دقیقہ رس ہے، وہ اپنی تدبیروں کو اس طرح بروئے کار لاتا ہے کہ کسی کو ان کا سان و گمان بھی نہیں ہوتا۔ نیز وہ خبیر یعنی بڑا ہی باخبر بھی ہے، اس لیے وہ ہر چیز کے بارے میں پوری طرح آگاہ و باخبر ہے۔ لوگ تو صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں اور بس لیکن وہ ظواہر و مظاہر کے پس پردہ کارفرما اصل حقائق سے بھی واقف و آگاہ ہے، اور پوری طرح واقف و آگاہ ہے۔ اور وہ ماضی و مستقبل کو ایک برابر جانتا ہے۔ اور یہ شان اس وحدہ لاشریک کے سوا اور کسی کی نہ ہے نہ ہوسکتی ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ۔ پس ہمیشہ اپنا معاملہ اس کے ساتھ صحیح رکھنے کی ضرورت ہے۔ وباللہ التوفیق.

④ جنت میں سبز قالین:

رب کائنات نے جنت کی بہترین مسندوں اعلیٰ ترین غالیچوں کی رنگت کا تذکرہ کرتے ہوئے سورۃ الرحمٰن (آیت: ۷۶) میں فرمایا:

﴿ مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴾

''جنتی لوگ سبز اور نفیس و نادر قالینوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جنتی سبز رنگ کے اعلیٰ قیمتی فرشوں، غالیچوں اور تکیوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ تخت ہوں گے اور تختوں پر پاکیزہ اعلیٰ فرش ہوں گے۔ اور بہترین منقش تکیے لگے ہوئے ہوں گے، یہ تخت فرش یہ تکیے جنت کے باغچوں اور ان کی کیاریوں پر ہوں گے اور یہی ان کے فرش ہوں گے، کوئی سرخ رنگ کا ہوگا کوئی زرد رنگ اور کوئی سبز رنگ۔ جنتیوں کے کپڑے بھی ایسے ہی اعلیٰ اور بالا ہوں گے، دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں، جس سے انھیں تشبیہ دی جا سکے، یہ بستر مخملی ہوں گے جو بہت نرم اور بالکل خالص ہوں گے، کئی کئی رنگ کے ملے جلے نقش ان میں بنے ہوئے ہوں گے۔''[1]

عَبۡقَرِیّ کا مفہوم:

''عَبۡقَرِي'' عربی کے دور جاہلیت کے انسانوں میں جنوں کے دار السلطنت کا نام عبقر تھا، جہاں صرف جن اور پریاں ہی رہتے تھے، جسے ہم اردو میں پرستان بھی کہتے ہیں، یعنی پریوں کے رہنے کی جگہ۔ پھر لفظ ''عبقری'' کا اطلاق ہر نفیس اور نادر چیز پر ہونے لگا۔ گویا وہ پرستان کی چیز ہے، جس کا مقابلہ دنیا کی عام چیزیں نہیں کر سکتیں۔ پھر اس لفظ کا اطلاق ایسے آدمی پر بھی ہونے لگا جو غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہو۔ اسی لیے اہلِ عرب کو جنت کے سروسامان کی غیر معمولی نفاست اور خوبی کا تصور دلانے کے لیے یہاں ''عبقری'' کا لفظ آیا ہے۔[2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر (۵/ ۲۰۰)

[2] بحوالہ تیسیر القرآن (۲/ ۳۹۷)

⑤ اہلِ جنت کے سبز ریشمی لباس:

رب ذوالجلال نے اہلِ جنت کے ریشمی لباس کی سبز رنگت کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں دو جگہ فرمایا ہے:

① سورۃ الکہف آیت (۳۱) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾

''ان کے لیے سدا بہار جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، وہاں وہ سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیے جائیں گے، باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز کپڑے پہنیں گے اور اونچی مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے۔ بہترین اجر اور اعلیٰ درجے کی جائے قیام۔''

② اللہ تعالیٰ نے سورۃ الدھر (آیت: ۲۱) میں فرمایا:

﴿عَٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوٓا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَىٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا﴾

''ان (کے بدن) پر سبز رنگ کے (عظیم الشان) کپڑے ہوں گے، باریک اور موٹے ریشم کے اور (مزید عظمت شان سے نوازنے کے لیے) ان کو کنگن پہنائے گئے ہوں گے چاندی کے، اور ان کو پلائے گا ان کا رب ایک نہایت ہی عظیم الشان پاکیزہ مشروب۔''

شرح وتفسیر:

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ اہلِ جنت کو جو باریک ریشم اور اطلس ودیبا کا جو لباس پہنایا جائے گا، وہ سبز رنگ کا ہوگا۔

﴿سُنْدُسٍ﴾ باریک ریشم اور ﴿إِسْتَبْرَقٌ﴾ موٹا ریشم۔ دنیا میں مردوں کے لیے سونا اور ریشمی لباس ممنوع ہیں، جو لوگ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے دنیا میں ان محرمات سے اجتناب کریں گے، انھیں جنت میں یہ ساری چیزیں میسر ہوں گی۔ وہاں کوئی چیز ممنوع نہیں ہوگی، بلکہ اہلِ جنت جس چیز کی خواہش کریں گے، وہ موجود ہوگی۔

﴿ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ﴾
[حم السجدۃ:٣١]

”جس چیز کو تمھارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو، سب جنت میں موجود ہے۔“

اہلِ ایمان ویقین کو ملنے والا آخرت کا وہ اجر وثواب اس قدر عظیم الشان ہوگا، اور ان کو ملنے والی وہ آرام گاہ بھی اس قدر عظیم الشان ہوگی، کہ اس دنیا میں اس عظمت شان کا تصور کرنا بھی کسی کے بس میں نہیں۔ کیوں کہ اس کا تعلق اس عالم غیب سے ہے، جس تک انسانی عقل وفکر کی رسائی ممکن نہیں، قرآن و حدیث میں اس جہان نادیدہ سے متعلق جن تمثیلات وتشبیہات کا ذکر فرمایا گیا ہے، ان سے اصل مقصود ومراد تَقَرُّبُ إِلَى الْأَذْهَانُ ہے، یعنی یہ کہ ان کے ذریعے ان حقائق کو ممکنہ حد تک انسانی ذہنوں کے قریب کیا جائے۔ اس لیے اس ضمن میں وہی الفاظ وکلمات اور استعارات وکنایات استعمال کیے جاتے ہیں، جن سے ہم لوگ مانوس ہیں، ان کی اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں

جان سکتا۔ جنت کے ''کنگنوں'' اور وہاں کے سندس و استبرق کی اصل حقیقت کو یہاں پر جاننا کسی کے لیے ممکن نہیں۔ بلکہ یہ تمام الفاظ و کلمات جیسا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

«ما هي إلا الأسماء»

صرف الفاظ و کلمات ہیں، ان کی اصل حقیقت وہیں معلوم ہو سکے گی۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے دوزخ کے عذاب سے بچا کر جنت کی ان عظیم الشان اور سدا بہار ابدی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

⑥ سونے کے کنگن اور ریشمی لباس:

نیک عمل کرنے والوں کے لیے ہمیشہ والی دائمی جنتیں ہیں، ان کے بالاخانوں کے اور باغات کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں۔ انھیں زیورات خصوصاً سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے، ان کا لباس وہاں خالص ریشم کا ہوگا، نرم باریک اور نرم موٹے ریشم کا لباس ہوگا، یہ بآرام شاہانہ شان سے مسندوں پر جو تختوں پر ہوں گے، تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ہوں گے۔

بظاہر تعارض کا جواب:

''اَسَاوِرَ، سَوَارَ کی جمع ہے۔ کنگن کو کہا جاتا ہے، جو ہاتھوں میں پہننے کا زیور ہے۔

ایک آیت میں چاندی کے کنگن کا ذکر ہے، تو دوسری آیت میں سونے کے کنگن کا۔ ان دونوں آیات میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کسی وقت چاندی کے اور کسی وقت سونے کے کنگن استعمال کیے جائیں۔ یا بعض کنگن سونے کے اور بعض چاندی کے ہوں۔

ایک سوال:

ایک سوال بہر حال اس جگہ ہے کہ چاندی کے کنگن ہوں یا سونے کے بہر حال یہ زیور ہیں۔ جو عورتوں کے استعمال کے لیے ہوتے ہیں۔ مردوں کے لیے ایسے زیور پہننا عیب سمجھا جاتا ہے۔

جواب:

جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا عورتوں یا مردوں کے لیے مخصوص ہونا اور ان کے لیے مستحسن یا عیب ہونا، یہ چیز عرف و عادت کے تابع ہوتی ہے۔ بعض ملکوں یا قوموں میں ایک چیز بڑی عیب اور بری سمجھی جاتی ہے، دوسری قوموں میں وہ بڑا احسن سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں ملوک کسریٰ ہاتھوں میں کنگن اور سینے تاج میں زیورات استعمال کرتے تھے اور یہ ان کا خاص امتیاز و اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ ملک کسریٰ فتح ہونے کے بعد جو خزائن کسریٰ مسلمانوں کے ہاتھ آئے، ان میں کسریٰ کے کنگن بھی تھے۔

جب دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں کے معمولی جغرافیائی اور قومی تفاوت سے یہ معاملہ مختلف ہوسکتا ہے تو جنت کو دنیا پر قیاس کرنے کے کوئی مانع نہیں ہوسکتا۔ وہاں زیور مردوں کے لیے بھی مستحسن سمجھا جائے گا۔[1]

⑦ سات سبز بالیاں:

سبز رنگ کا تذکرہ سورت یوسف میں عزیزِ مصر کے خواب کے ضمن میں بھی دو مرتبہ آیا ہے:

① سورت یوسف (آیت: ۴۳) میں ہے:

---

[1] معارف القرآن (۸/ ۶۳۸، ۶۳۹)

﴿ وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴾

''بادشاہ نے کہا: میں نے خواب دیکھا ہے، سات موٹی تازی فربہ گائیں ہیں، جن کو سات لاغر دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیاں ہیں ہری ہری اور دوسری سات بالکل خشک۔ اے درباریو! میرے اس خواب کی تعبیر بتلاؤ، اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو۔''

⑧ سات سبز خوشے:

٢ سورت یوسف (آیت: ۴٦) میں ہے:

﴿ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴾

''اے یوسف! اے بہت بڑے سچے یوسف! آپ ہمیں اس خواب کی تعبیر بتلائیے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں، جنھیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور سات ہی دوسرے بھی بالکل خشک ہیں، تاکہ میں واپس جا کر ان لوگوں سے کہوں کہ وہ سب جان لیں۔''

شاہِ مصر کے خواب کی تفصیل:

واقعہ یہ ہوا کہ شاہِ مصر کو ایک عجیب اور ڈرونا سا خواب آیا۔ خواب میں اس نے دیکھا کہ سات دبلی گائیں ہیں جو اپنے سے بہت بھاری سات موٹی

تازی گائیوں کا گوشت کھا رہی ہیں اور گوشت کھا کر انھیں ختم ہی کر دیا ہے اور یہ سارا گوشت چٹ کر جانے کے بعد بھی وہ دبلی کی دبلی ہی ہیں۔ جیسے پہلے تھیں اور دوسرا منظر یہ دیکھا کہ سات سوکھی بالیاں ہیں جو سات ہری بھری اور سرسبز بالیوں کے اوپر لپٹ گئی ہیں اور انھیں بھی سوکھا بنا دیا ہے۔

اس خواب نے بادشاہ کو سخت حیران اور متوحش بنا دیا۔ اس نے اپنے ملک کے دانش مندوں، نجومیوں، خوابوں کی تعبیر بتانے والوں اور درباریوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص مجھے اس خواب کی تعبیر بتا سکتا ہے؟ مگر اس خواب کی تعبیر بتانے سے سب نے عاجزی کا اظہار کیا۔ اور کہہ دیا کہ یہ خواب ایسا ہے ہی نہیں، جس کی تعبیر بتائی جا سکے۔ یہ تو پراگندہ اور پریشان سے خیالات ہیں اور ایسے خیالات کی کچھ تعبیر نہیں ہوتی۔ یہ جواب جب اس ساقی نے سنا جو قید سے رہا ہوا تھا تو اسے فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کا خوابوں کی تعبیر بتانا، اس تعبیر کا حرف بحرف سچا ثابت ہونا۔ نیز حضرت یوسف کا آخری پیغام یاد آ گیا۔

اب مدت مدید کے بعد اس نے ساری باتوں کا ذکر بادشاہ سے کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ ایک نہایت پاک باز اور شریف النفس انسان بڑی مدت سے بے گناہ قید میں پڑا ہے۔ اب اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کے پاس قید خانہ میں جاتا ہوں اور اس خواب کی تعبیر اس سے پوچھ کر آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ بادشاہ پہلے ہی متوحش تھا اور اسے تعبیر بتانے والوں کے جواب سے قطعاً اطمینان حاصل نہ ہوا تھا۔ اس کا دل یہ گواہی دے رہا تھا کہ کوئی خطرناک آفت نازل ہونے والی ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً ساقی کو قید خانہ جانے کی اجازت دے دی۔ اس نے قید خانہ پہنچ کر ایسے الفاظ سے سیدنا یوسف علیہ السلام کو مخاطب کیا، جن سے قید میں ہمراہی کے زمانہ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کے بلند

کردار اور علم و اخلاق کے جو نقوش اس ساقی کے ذہن پر اس دوران ثبت ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک اسے بھولے نہیں تھے اور وہ یہ تھے:

''اے میرے راست باز ساتھی۔''

اس خطاب کے بعد اس نے سیدنا یوسف کو بادشاہ کا خواب حرف بحرف سنایا۔ تعبیر بتانے والوں کا جواب بھی بتایا۔ پھر اس کے بعد خواب کی تعبیر پوچھی اور اس کی غرض یہ بتائی کہ ایک تو بادشاہ کو تعبیر بتانے والوں کو اور عام لوگوں کو اس خواب کی تعبیر کا علم ہو جائے۔ دوسرے ان سب کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ کس طرح ایک صاحب علم و اخلاق اور لائق ترین شخص مدتوں سے بے گناہ قید میں پڑا ہوا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے فوراً اس خواب کی تعبیر بتا دی۔ پھر صرف تعبیر ہی نہیں بتائی، بلکہ اس پیش آنے والی مصیبت کا ساتھ ہی ساتھ علاج بھی تجویز فرما دیا اور یہی وہ پیغمبرانہ فراست یا اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم تھا جو آپ کے انتہائی بلندیوں پر پہنچ جانے کا پہلا زینہ ثابت ہوا۔ آپ نے اس ساقی کو بتایا کہ دیکھو! تم پر سات سال خوش حالی کا دور آئے گا۔ اس دور میں تم کفایت شعاری سے کام لینا۔ جتنا غلہ ان سالوں میں پیدا ہو، اس میں سے بقدر ضرورت استعمال کرنا، باقی غلہ بالیوں میں ہی رہنے دینا۔ ان سات سالوں کے بعد سات سال قحط سالی کا دور آئے گا، اس دور میں تم وہ غلہ استعمال کرنا جو تم نے پہلے سات سالوں میں بالیوں میں محفوظ رکھا ہوگا۔ بالیوں میں محفوظ رکھنے کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ غلہ کو کیڑا نہیں لگے گا۔ دوسرے اس کا بھوسہ قحط سالی کے دور میں تمھارے جانوروں کے کام آئے گا اور یہ بالیوں میں محفوظ شدہ غلہ تمھارے قحط سالی کے سالوں کو کفایت کر جائے گا۔ بلکہ اگلے سال کی فصل کے بیج کے لیے بھی بچ جائے گا۔[1]

---

[1] بحوالہ تیسیر القرآن (۲/ ۳۹۷)

سبز رنگ کا استعمال و احکام

سبز رنگ کا لباس و حلہ رحمتِ عالم، رسولِ مکرم ﷺ نے بعض اوقات پہنا ہے۔ اسی طرح براہِ راست نبیِ اقدس ﷺ سے فیض پانے والے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی استعمال فرمایا ہے، جو کہ اس کے جواز و اجازت کی دلیل ہے۔

محدّثین نے اس کے کئی دلائل ذکر کیے ہیں۔ یہاں ہم ان میں سے چند ایک کا ہی تذکرہ کریں گے:

پہلی دلیل:

سنن ابی داود میں حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبیِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا:

"فَإِذَا هُوَ ذُوْ وَفْرَةٍ بِهَا رَدْعُ حِنَاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ"[1]

"میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے بال کانوں تک تھے۔ ان میں مہندی کے رنگ کی جھلک تھی اور آپ ﷺ دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔"

توضیح:

یہ ابو رمثہ تیمی ہیں، ان کا نام بعض نے حبیب بن حیان اور بعض نے رفاعہ بن یثربی لکھا ہے۔[2]

[1] سنن أبي داود: كتاب اللباس، باب في الخضرة، رقم الحديث (٤٠٦٥، ٤٢٠٦)

[2] بحواله سنن الترمذي (٢٨١٢)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ:

اس حدیث کی شرح میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"یدل علیٰ استحباب لبس الاخضر، لأنه لباس أهل الجنة وهو أيضاً من انفع الالوان للأبصار و من اجملها في أعين الناظرين."[1]

"یہ حدیث سبز رنگ کے لباس کے استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ کیوں کہ اہلِ جنت کا لباس بھی اسی رنگ کا ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ دوسرے رنگوں میں سے آنکھوں کے لیے سب سے زیادہ نفع والا ہے، جو دیکھنے والوں کو خوش گوار معلوم ہوتا ہے۔"

بعض محدّثین کا کہنا ہے: "بردان اخضران" سے مراد ایسی چادریں ہیں، جن میں سبز دھاریاں تھیں۔ اگرچہ یہ حکم خالص سبز ہونے کا احتمال بھی رکھتی ہیں۔ لیکن دیارِ عرب میں ان کا یہی معنی مشہور و معروف ہے۔

دوسری دلیل:

سنن ابی داود میں ہے کہ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«طَافَ النَّبِيُّ ﷺ مُضْطَبِعًا بِبُرُدٍ اَخْضَرَ»[2]

"رسولِ مکرم ﷺ نے سبز رنگ کی چادر میں اضطباع کر کے طواف کیا۔"

توضیح:

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ مشہور و معروف صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔ مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے اور قریش کے حلیف تھے۔ ان کی کنیت ابوصفوان تیمی

[1] بحواله نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار (٣/ ١٤٠)

[2] سنن أبي داود: كتاب المناسك، رقم الحديث (١٨٨٣)

تھی۔ حنین، طائف اور تبوک کے معرکوں میں حاضر ہو کر دادِ شجاعت لیتے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق، عمرِ فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی طرف سے عامل مقرر کیے جاتے رہے۔ تقریباً پچاس سال تک بقیدِ حیات رہے۔

- چادر کو اس طرح اوڑھنا کہ دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لیا جائے۔ "اضطباع" کہلاتا ہے۔
- احرام کے لیے ضروری نہیں ہے کہ چادر سفید ہی ہو۔ دوسرے رنگ کے کپڑے بھی جائز ہیں، صرف زرد رنگ ناپسندیدہ ہے، جب کہ سفید افضل و مستحب ہے۔

تیسری دلیل:

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ باب قائم کیا ہے: "باب الثیاب الخضر" اور اس کے تحت بطورِ دلیل یہ حدیث لائے ہیں۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ پھر ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا:

"قَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ، فَشَكَتْ إِلَيْهَا"

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب وہ عورت اپنے خاوند کی شکایت لے کر آئی تو وہ خاتون سبز اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی۔"

چوتھی دلیل:

جامع ترمذی میں بسندِ حسن روایت ہے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک اعرابی سے کہا کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھو:

"عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ، مَنْ هُوَ"

"جو لوگ اپنا کام کر چکے ہیں، وہ کون ہیں؟"

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یہ سوال پوچھنے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے تھے۔ جب اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے رخ پھیر لیا۔ پھر اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے رخ پھیر لیا۔ اس نے تیسری مرتبہ یہی پوچھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إِنِّيْ اَطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ"

''میں مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، میرے بدن پر اس وقت سبز رنگ کے کپڑے تھے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوال کرنے والا کون ہے؟ اعرابی نے عرض کیا: میں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ (یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں سے ہے، جو اپنا کام کر چکے ہیں۔''[1]

پانچویں دلیل:

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَّلْبَسَهَا الْحِبْرَةَ»[2]

''نبیِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کپڑوں میں پہننے کے لیے حبرہ چادر سب سے زیادہ پسند تھی۔''

توضیح:

"حبرة" ایک خاص قسم کی یمنی چادر کو کہتے ہیں، جو اس زمانہ میں بننے والی چادروں میں سب سے عمدہ ہوتی تھی۔ اس چادر میں سرخ دھاریاں ہوتی

---

(1) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٢٠٣) طبع بيروت

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨١٣)

تھیں اور بعض ایسی ہوتی تھیں، جن میں سبز رنگ کی دھاریاں ہوتی تھیں۔ ان کی بناوٹ میں خالص سوت استعمال ہوتا تھا۔

علمائے کرام لکھتے ہیں:

''رحمتِ عالم ﷺ اس چادر کو اسی وجہ سے پسند کرتے تھے۔''

بعض علمائے کرام نے لکھا ہے:

''اس کی پسندیدگی کی وجہ وسبب اس کا سبز رنگ ہوتا تھا۔ کیوں کہ سبز رنگ اہلِ جنت کے ملبوسات میں سے ہے۔''

اور یہ بھی منقول ہے:

''آپ ﷺ کو سبز رنگ بہت مرغوب اور پسند تھا۔''[1]

چھٹی دلیل:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں بسندِ صحیح روایت ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَنَا وَ أُمَّتِي عَلٰى تَلٍّ وَيَكْسُونِي رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حُلَّةً خَضْرَاءَ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي، فَأَقُولُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَقُولَ فَذَاكَ»[2]

''قیامت کے دن لوگوں کو زندہ کیا جائے گا، میں اور میری امت کے لوگ ایک ٹیلے پر ہوں گے۔ میرا رب مجھے سبز رنگ کا ایک قیمتی جوڑا پہنائے گا۔ پھر مجھے اجازت ملے گی اور میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اس کی تعریف کروں گا۔ یہی مقامِ محمود ہے۔''

---

[1] شرح مشكاة، جلد ٤، تحت حديث (٢٣٨) از مولانا قطب الدين دهلوي.

[2] مسند أحمد، رقم الحديث (١٥٧٨٣) طبع مؤسسة الرسالة بتحقيق شعب الأرناؤوط.

سبز پگڑی اور ”دعوتِ اسلامی“

قارئینِ کرام! سابق میں ذکر کردہ دلائل سے سبز رنگ کا لباس استعمال کرنے کی اجازت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں ”بعض الناس“ نے سبز رنگ کی پگڑی کو مستقل ہی اختیار کرلیا ہے۔ سبز رنگ کے عمامہ کو ہی اپنی شناخت و شعار اور اپنی جماعت کی جان پہچان بنا دیا ہے، جو کہ درست رویہ نہیں ہے۔

- اپنے گروپ اور ٹولی کی سبز رنگ کے عمامہ سے تمیز کرنا۔
- اسے اپنے فرقہ اور طائفہ کی شناسائی و تعارف کا ذریعہ بنانا۔
- اس کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی بنیاد بنا کر اس کی طرف دعوت دینا۔
- اسی کو طریقۂ رسول ﷺ گردان کر اس پر دوام و ہمیشگی کرنا۔
- اوز سبز عمامہ پر ہی تکرار، ضد اور تاکید کرنا۔
- یہ اسلامی اصولوں کے سراسر خلاف ہے۔

☆ کیا رسولِ مکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت کے سروں پر سبز عمامے ہی ہوتے تھے؟

- کیا وہ اسی علامت سے پہچانے جاتے تھے؟
- کیا اپنے ماحول و معاشرہ میں سبز پگڑی ہی ان کا تعارف تھا؟

ایسا ہرگز نہ تھا۔

یہود کا طرزِ عمل:

سبز چادر اور پگڑی کو اپنا شعار و طریق بنا لینا اور اسے اپنی مذہبی شناخت و نشان کے طور پر اختیار کر لینا ناپسندیدہ اور مکروہ فعل ہے، کیوں کہ سبز چادر اور پگڑی کو مذہبی علامت بنانا یہود کا طرزِ عمل اور یہود کی ریت و روش ہے۔

صحیح مسلم میں ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

« يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ أَصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ أَلْفاً عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ »①

''اصبہان کے یہود میں سے ستر ہزار ایسے افراد دجّال کی پیروی کریں گے، جن پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔''

"الطيالسة" جمع ہے۔ اس کا واحد "طیلس" ہے۔ جس کا معنی سبز رنگ کی چادر ہے۔②

یہ حدیث دلیل ہے کہ سبز پگڑی اور سبز چادر کو مذہبی شعار بنانا یہود کا طریقہ کار ہے۔ جب کہ مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سمیت دیگر کفار کی مشابہت اختیار نہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے اور نقالی کرنے پر سخت وعید وارد ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»①

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ ان ہی میں سے ہے۔''

مفتی غلام سرور قادری کا فتویٰ:

سبز رنگ کے عمامہ یا پگڑی کو بطورِ شعار اختیار کر لینے کو دیگر علماءِ امت کے علاوہ حنفی علما اور بالخصوص رضا خانی افکار کے پرچارک علما نے بھی غیر درست

① صحيح مسلم: كتاب الفتن و اشراط الساعة، باب في بقية من أحاديث الدجال، رقم الحديث (٧٥٧٩)

② مصباح اللغات.

③ مسند أحمد (٢/ ٥٠) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٠٣١) إسناده حسن.

اور ناجائز ہی نہیں بلکہ بدعت قرار دیا ہے۔ اسی سلسلہ کا ایک فتویٰ دار العلوم رضویہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا مفتی غلام سرور قادری نے بھی جاری کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''سبز عمامہ (بطورِ شعار) باندھنا بدعت ہے اور کسی بھی رنگ کا جائز مگر دعوتِ اسلامی والے بھائیوں کی طرح کسی خاص رنگ کو اپنا شعار و علامت ٹھہرا کر اپنے آپ کو اس سے مشہور و متعارف کرانا ممنوع، ناجائز اور بدعت ہے۔''

فتویٰ

مولانا مفتی غلام سرور قادری

شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ رضویہ، سنٹرل کمرشل مارکیٹ، ماڈل ٹاؤن، لاہور

ناشر

انجمن إحياء السنة، لاهور

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خالی ٹوپی بھی پہنی ہے اور خالی عمامہ بھی اور ٹوپی اور عمامہ دونوں اکٹھے بھی، لیکن سنت صرف سفید عمامہ ہے۔ اگرچہ دوسرے رنگ کا سیاہ اور سبز بھی جائز ہے۔

سنت اس کام کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے اکثر اوقات کیا ہو اور کبھی کبھی اسے ترک بھی فرمایا ہو۔ چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَاظَبَ عَلَيْهَا حَتّٰى صَارَتْ عَادَةً لَّهٗ وَلَمْ يَتْرُكْهَا إِلَّا أَحْيَانًا"[1]

---

[1] فتاویٰ شامي (١/ ١٠٣).

''یعنی سنت وہ کام ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو، حتیٰ کہ وہ آپ (ﷺ) کی عادتِ کریمہ ہو گیا ہو اور آپ (ﷺ) نے اسے نہ چھوڑا ہو، مگر کبھی کبھی۔''

اہلِ علم حضرات جانتے ہیں کہ جس کی اصل نہ سنت میں ہو اور نہ شریعت میں وہ بدعت ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی گروہ کا سبز عمامہ کو دینی و مذہبی اعتبار سے اپنی علامت و پہچان بنانا، جیسے ہمارے دعوتِ اسلامی والے بنائے پھر رہے ہیں، بدعت و ناجائز ہے، کیوں کہ سنت و شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأما العلامه الخضراء، فلا أصل لها وإنما حدثت سنة ثلاث وسبعين وسبعمائة بأمر الملك شعبان ابن حسن"[1]

''(شریفوں کے لیے) سبز پگڑی کی علامت کوئی بنیاد نہیں، یہ سبز پگڑی کی بدعت بادشاہ شعبان بن حسن کے حکم سے ۷۷۳ھ میں نکالی گئی ہے۔''

یہاں سے واضح ہو گیا کہ سبز پگڑی کو بطورِ خاص علامت ٹھہرا کر استعمال کرنا بدعت ہے، جو ۷۷۳ھ میں ایک بادشاہ کے حکم سے پیدا کی گئی۔ لہٰذا ہمیں سبز پگڑی کو اجتماعی طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ یہ عمل بدعت اور ایک بادشاہ سے منسوب ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"هل يلبسون العمامة الخضراء؟ والجواب: أن هذه العلامة ليس لها أصل في الشرع ولا في السنة ولا كانت في

---

[1] الفتاویٰ الحديثية (ص: ١٦٨)

الزمن القديم وإنما حدثت في سنة ثلاث وسبعين وسبع مائة بأمر الملك الأشرف شعبان بن حسن"[1]

''کیا (شریف لوگوں کو) سبز پگڑی اپنی علامت کے طور پر پہننا چاہیے؟ جواب یہ ہے کہ یہ سبز پگڑی کی علامت کی شریعت اور سنت میں کوئی اصل نہیں، اور نہ ہی زمانۂ قدیم میں تھی، اور سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے وجود میں آئی۔''

سبز عمامہ کی سنت و شریعت میں کوئی اصل نہیں (امام کتانی):

اہلِ سنت کے مؤرخین و محدثین اور فقہا و علما نے واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ عمامہ اشراف کے لیے سنت سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اصل ہے۔ چناں چہ امام محمد بن جعفر کتانی رحمہ اللہ ''الدعامة'' میں لکھتے ہیں:

"إن هذه العمامة الخضراء ليس لها أصل في الشرع ولا في السنة ولا كانت في الزمن القديم وإنما حدثت سنة ثلاث و سبعين وسبعمائة بأمر الأشرف شعبان بن حسن"[2]

''سبز پگڑی کی کوئی اصل نہیں نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت میں اور نہ ہی زمانۂ قدیم میں تھی۔ یہ سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے معرض وجود میں آئی۔''

یعنی اشراف نبیِ اکرم ﷺ کی آل (سادات) کے لیے سبز پگڑی کی علامت کی شریعت میں کوئی اصل نہیں اور نہ ہی زمانۂ قدیم میں شریفوں کے لیے علامت کے طور پر اس کا کوئی وجود نظر آتا ہے۔ اس کا شریفوں

---

[1] الحاوی للفتاویٰ (١/ ٣٣)

[2] الدعامة (ص: ٩٥)

(سادات) کے لیے علامت قرار پانا بدعت ہے جو بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے بنائی گئی۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب "السفينة القادرية" کی شرح میں سید العلماء المنہلا فرماتے ہیں:

"وأعلم أن تعليم الأشراف بالعمامة الخضراء، ليس لها أصل في الشرع ولا في السنة ولا كانت في زمان قديم وإنما حدثت في سنة ثلاث وسبعين وسبعمائة بأمر الأشرف شعبان بن حسن"[1]

"معلوم ہو کہ اشراف کو سبز عمامہ کے باندھنے کی تلقین کرنا بدعت ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے نہ شریعت میں اور نہ ہی یہ سبز پگڑی کی علامت زمانۂ قدیم میں تھی، بلکہ یہ بدعت تو بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے معرضِ وجود میں آئی۔"

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے تو سبز وغیرہ رنگ کے مقابلہ میں سفید عمامہ کو ترجیح دینے کا حکم دیا، مگر ہمارے مہربان مولانا محمد الیاس قادری صاحب اور ان کے پیروکار دعوتِ اسلامی والے بھائی لوگوں سے سفید عمامہ چھوڑا کر ان کو سبز عمامے بندھواتے پھر رہے ہیں۔ حالانکہ نبیِ اکرم ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ لوگوں کو اس رنگ کے عمامہ کے باندھنے کی ترغیب دیتے، جس کے باندھنے کو نبیِ کریم ﷺ نے ترجیح دینے کا حکم فرمایا، مگر یہ مہربان ایک طرف سے تو محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا دعویٰ فرماتے ہیں اور دوسری طرف سے نبیِ مکرم ﷺ کے حکم کے برعکس بھی کر رہے ہیں۔

---

[1] شرح السفينة القادرية (ص: ٣٩)

امام علی بن سلطان القاری مکی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) اپنی مشہور کتاب "مرقاۃ شرح مشکاۃ" میں فرماتے ہیں:

"أي ثوب تكبر وتفاخر وتجبر أو ما يتخذه المتزهد ليشهر نفسه بالزهد أو ما يشعر به المتسيد من علامة السيادة كالثوب الاخضر أو ما يلبسه المتفيقهة من ليس من الفقهاء والحال أنه من جملة السفهاء" [1]

"یعنی جس نے تکبر و فخر و جابرانہ انداز کا لباس پہنا، یا اپنے آپ کو زہد و نیکی سے مشہور و معروف کرنے کے لیے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا، یا اپنی بزرگی کی نمائش کے لیے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت ٹھہرا لیا، یا عالم دین نہ تھا مگر علماء کی وضع قطع اختیار کی (تو ایسے شخص یا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا، یعنی وہ قیامت کے دن ذلیل و رسوا ہوگا)۔"

البتہ سبز عمامہ کے مقابلہ میں سیاہ کی احادیث و روایات اس قدر بہ کثرت ہیں اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کا اس قدر بہ کثرت سیاہ عمامہ باندھنا ثابت ہے کہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ سفید عمامہ کے بعد سیاہ عمامہ نبیِ کریم ﷺ، صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین و اولیاءِ کرام کو زیادہ محبوب تھا۔ یہاں تک کہ سیاہ عمامہ کا استعمال اہلِ اسلام کی علامت بن گیا۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "شرح شرعة الإسلام" (۱/ ۳۸٦) میں ہے:

"واعلم أنه يستحب أن يلبس المصبوغ أحيانا خلافا للمجوس لأنهم يلبسونه أي المصبوغ دائما لا أحيانا"

---

[1] مرقاة شرح مشكاة (٤/ ٤٣٠)

''معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کے لیے رنگ دار کپڑا بھی کبھی پہننا مستحب ہے۔ ہمیشہ نہیں، مجوسیوں کے برعکس کیوں کہ مجوسی رنگ دار کپڑا ہمیشہ استعمال کرتے ہیں نہ کہ کبھی کبھی۔''

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سبز یا کسی اور رنگ کی پگڑی اپنے لیے مخصوص کرنا مجوس کا طریقہ ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ وہ کسی بھی رنگ کو استعمال کرے جائز ہے، مگر کسی رنگ کو اپنے لیے ہمیشہ کے لیے مخصوص نہ کرے، کیوں کہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ بلکہ نبیِ اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ عمامہ اور دیگر لباس سفید پہنے اور کبھی کبھی مختلف قسم کے رنگ بھی استعمال کرے۔ جیسے نبیِ مکرم ﷺ کرتے تھے کہ اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور کبھی زعفرانی اور کبھی پیلا بھی استعمال کرتے۔

الحمد للہ ہم نے عمامہ سے متعلق سیر حاصل بحث کر دی ہے۔ امید ہے کہ دعوتِ اسلامی والے بھائی اور خصوصاً محترم محمد الیاس قادری صاحب اس کو غور سے ملاحظہ فرما کر سبز پگڑی والی علامت کو چھوڑ کر سفید عمامہ کو ہی استعمال کریں گے جو حضور ﷺ کی سنت بھی ہے اور آپ ﷺ کا فرمان بھی کہ:

''سفید لباس پہنو، کیوں کہ وہ تمارے لباس میں سب سے بہتر ہے۔''

نوٹ:

یہ مضمون نومبر ۱۹۹۳ء کے ماہنامہ ''البر'' سے ماخوذ ہے۔ تفصیلات کے لیے مذکورہ بالا رسالہ دیکھیں۔ ہم نے صرف لفظ ''حضور'' کو ''نبی'' سے اور ''سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ'' کو شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ'' سے بدل دیا ہے۔

چھٹا باب

⑤ نیلا رنگ = "اَلْأَزْرَقُ"

BLUE

نیلے رنگ کے لیے قرآنی الفاظ:

اس رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے قرآنِ کریم میں ایک ہی لفظ آیا ہے، وہ ہے: "زُرْقًا" نیلی آنکھوں والے۔

"زُرْقًا" کی لغوی وضاحت:

"زُرْقًا" (نیلی آنکھیں) یہ "أَزْرَق" کی جمع ہے، جو "زُرْقَةٌ" سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے، جس کی آنکھ کی سیاہی نیلاہٹ کی طرف مائل ہو، اسے "أَزْرَقُ" کہتے ہیں۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

"زُرْقٌ" کے بارے دو قول ہیں:

① نیلا رنگ عرب کے نزدیک آنکھوں کے بارے میں سب سے مبغوض ترین رنگ ہے، کیوں کہ رومی جو ان کے دشمن ہیں، نیلی آنکھوں والے ہوتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے دشمن کی یہ صفت بیان کی ہے۔ "أسود الكبد، أصهب السبال، ازرق العين" سیاہ جگر، بھوری مونچھوں والا، نیلی آنکھوں والا۔

② اس سے اندھے مراد ہیں، کیوں کہ جس کی آنکھ کی روشنی جاتی رہتی ہے۔ اس کی آنکھیں پتلی پتلی ہوجاتی ہیں۔"[1]

"زُرْقٌ۔ بمعنی نیلا أَزْرَق" کی جمع ہے۔ اس کی مونث "زَرْقَاء" ہے۔ "زَرِقَ عَيْنُهٗ" بمعنی نیلی آنکھوں والا ہونا۔ ایسی آنکھ سب سے بری سمجھی جاتی ہے۔[2]

نیلا رنگ اور قرآنی آیات:

نیلے رنگ کا تذکرہ قرآن پاک میں صرف ایک ہی مرتبہ آیا ہے۔

اہلِ جہنم کے منہ سیاہ اور آنکھیں نیلی:

سورت طٰہٰ (آیت: ۱۰۲) میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴾

"جس دن صور میں پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس دن اس حال میں اکٹھا کریں گے کہ نیلی آنکھوں والے ہوں گے۔"

"صور" کے معنی نرسنگھا اور "بوق" ہے اور یہ چیزیں دورِ نبوی ﷺ میں رائج تھیں، ضروری نہیں کہ صور کی بھی یہی شکل وصورت ہو، بلکہ قرآن ایسے لفظ استعمال کرتا ہے، جس سے انسانی ذہن اس اصل چیز سے قریب تر کسی چیز سے متعارف ہو۔ بعد میں اس غرض کے لیے فوج میں بگل استعمال ہوتا ہے، جس سے لشکر کو اکٹھا یا منتشر کیا جاتا ہے۔ ہوائی حملہ کے خطرہ کے دوران سائرن بھی اسی سے ملتی جلتی چیز ہے۔ روزہ کو بند کرنے اور کھولنے کے وقت بھی سائرن کا استعمال ہوتا ہے۔ بس اسی سے ملتی جلتی یا اس سے بھی ترقی یافتہ شکل نفخہ صور کی ہوگی۔

---

① بحوالہ لغات القرآن (۲/ ۳/ ۱۳۲)

② مترادفات القرآن (ص: ۹۶۳)

"زُرْقاً" کا مفہوم:

مولانا مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اصل میں لفظ "زُرْقًا" استعمال ہوا ہے، جو "أَزْرُقٌ" کی جمع ہے۔ بعض لوگوں نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ وہ لوگ خود "أَزْرُقٌ" (سفیدی مائل نیلگوں) ہو جائیں گے، کیوں کہ خوف و دہشت کے مارے ان کا خون خشک ہوجائے گا اور ان کی حالت ایسی ہوجائے گی کہ گویا ان کے جسم میں خون کا ایک قطرہ تک نہیں ہے۔
اور بعض دوسرے لوگوں نے اس لفظ کو "أَزْرَقُ الْعَيْن" (کرنجی آنکھوں والے) کے معنی میں لیا ہے اور وہ اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ شدت ہول سے ان کے دیدے پتھرا جائیں گے۔ جب کسی شخص کی آنکھ بے نور ہوجاتی ہے تو اس کے حدق چشم کا رنگ سفید پڑ جاتا ہے۔"[1]

مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:

"قرآن کے مخاطبین اول قوم عرب میں نیلی آنکھ خاص طور پر مبغوض و مکروہ سمجھی جاتی تھی۔ اس لیے ان کے دشمن بنی احمر یا اہلِ عوم سے "أَزْرُقُ الْعَيْنِ" ان کے ہاں دشمن کا عام لقب ہی پڑ گیا۔"[2]

قرآنِ کریم کے اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منکرین و نافرمانوں کو جب اٹھایا جائے گا تو ان کی آنکھوں کی رنگت نیلی یا نیلگوں ہوگی، جب کہ دوسری جگہ ارشادِ الٰہی ہے:

---

[1] تفهيم القرآن (٣/ ١٢٣)

[2] تفسير ماجدي (ص: ٦٧٥)

﴿ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا﴾ [الإسراء: ٩٧]

''نافرمان لوگوں کا ہم بروزِ قیامت اوندھے منہ حشر کریں گے۔ درحالیکہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جب کبھی وہ بجھنے لگے گی، ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں گے۔''

ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ﴾ [إبراهيم: ٤٢]

''ناانصافوں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھو، وہ تو انھیں اس دن تک مہلت دیے ہوئے ہے، جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔''

بہ ظاہر تو ان آیات میں تعارض ہے کہ کسی میں فرمایا کہ انھیں اوندھے منہ قیامت کے دن اٹھائیں گے۔ کسی میں فرمایا کہ ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اور کسی جگہ فرمایا کہ خوف و دہشت کی وجہ سے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان آیاتِ بینات میں کوئی تخالف و تعارض نہیں، دراصل یہ حشر کی مختلف کیفیات و احوال ہوں گے۔ رسولِ مکرم، نبی معظم ﷺ نے قبر میں آنے والے دو فرشتوں کے احوال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان فرشتوں کے رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

جامع ترمذی میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا .... آتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ»[1]

''جب کسی میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں۔''

نیلے رنگ کے احکام:

مرد و عورت کے لیے لباس میں رنگ کے متعلق اصل اباحت و حلت ہی ہے۔ اِلّا یہ کہ نص شرعی میں مرد یا عورت کے لیے کسی رنگ یا کلر کی ممانعت آجائے۔ چوں کہ نیلے رنگ کی ممانعت وارد نہیں ہے۔ لہٰذا جائز ہے۔

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٠٧١)

ساتواں باب

⑥ زرد رنگ = "صُفْرَةٌ"

FAWN YELLOW

زرد رنگ کے لیے قرآنی الفاظ:

زرد رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے قرآن کریم کی پانچ سورتوں میں تین الفاظ آئے ہیں:

① صَفْرَاءُ ایک بار۔

② صُفْر ایک بار۔

③ مُصْفَرًّا تین بار۔

زرد رنگ کے لیے آنے والے الفاظ کی لغوی وضاحت:

صَفْرَاءُ، زرد، صُفْرَةٌ سے بروزن فَعْلَاءُ صفت مشبہ کا صیغہ واحد مونث ہے۔ امام راغب رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"چوں کہ زردی سیاہی سے زیادہ قریب ہوتی ہے، اس لیے کبھی صُفْرَةٌ کی تعبیر سَوَادٌ سیاہی سے بھی کی جاتی ہے۔ چناں چہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے ارشادِ الٰہی: ﴿صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا﴾ میں ﴿صَفْرَاءُ﴾ کی تفسیر سَوْدَاءُ (سیاہ رنگ والی) سے کی ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ "سَوَاد" میں "فَاقِعٌ" نہیں کہا جاتا، بلکہ

"حَالِكَةٌ" کہتے ہیں۔

"صُفْرٌ" زرد "صُفْرَةٌ" سے، جس کے معنی زردی ہیں، صفت مشبہ کا صیغہ جمع ہے۔ "أَصْفَر" واحد مذکر اور "صَفْرَاءُ" واحد مونث۔[1]

مُصْفَرًّا: اسم مفعول واحد مذکر، "إِصْفِرَارٌ" مصدر باب "إِفْعِلَال، صُفْر" مادہ زرد پیلا پڑا ہوا۔

زرد رنگ کے لیے قرآنی آیات

① زرد گائے:

سورۃ البقرۃ (آیت: ٦٩) میں اللہ تعالیٰ نے قومِ موسیٰ کے سوالات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ﴾

"پھر کہنے لگے: اپنے رب سے یہ اور پوچھ دو کہ اس کا رنگ کیسا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: وہ فرماتا ہے: زرد رنگ کی گائے ہونی چاہیے، جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کہ دیکھنے والوں کا جی خوش ہو جائے۔"

نوٹ: قصہ بقرہ کی تفصیل آگے آئے گی۔

② زرد اونٹ:

اللہ تعالیٰ نے جہنم سے اٹھنے والے چنگاروں اور شراروں کا ذکر کیا ہے کہ

---

[1] لغات القرآن (٤/ ٣٣)

وہ اتنے بڑے بڑے ہوں گے، جیسے بلند و بالا عمارتیں۔ پھر جب وہ ٹوٹ پھوٹ اور بکھر کر نیچے جہنم کی طرف گریں گے تو ایسا معلوم ہوگا، جیسے زرد رنگ کے اونٹ اچھل کود رہے ہوں۔

﴿ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴾

[المرسلات: ٣٢، ٣٣]

شرح وتفسیر:

﴿قَصْرِ﴾ کے معنی بڑا عالی شان محل۔ ﴿جِمَالَةٌ﴾ بمعنی "جَمَل" اونٹ کو کہا جاتا ہے۔ ﴿صُفْرٌ﴾ "أَصْفَرَ" کی جمع ہے، جس کے معنی زرد کے ہیں۔ مراد آیت کی یہ ہے کہ اس جہنم کی آگ سے اتنے بڑے بڑے شرارے اٹھیں گے، جو مستقل محل عالی شان کے برابر ہوں گے۔ پھر وہ متفرق ہو کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہوں گے۔ وہ ٹکڑے زرد اونٹوں کے برابر ہوں گے۔[1]

③ زرد کھیتی:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الروم (آیت: ۵۱) میں کھیتی کی زرد رنگت کا ذکر کیا ہے:

﴿وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ﴾

"اور اگر ہم ایک ایسی ہوا بھیج دیں، جس کے اثر سے وہ اپنی کھیتی کو زرد پائیں، تو وہ کفر کرتے رہ جاتے ہیں۔"

شرح وتفسیر:

حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ لکھتے ہیں:

"ان ہی کھیتوں کو جن کو ہم نے بارش کے ذریعے سے شاداب کیا تھا، اگر سخت (گرم یا ٹھنڈی) ہوائیں چلا کر ان کی ہریالی کو زردی

[1] معارف القرآن (٨/ ٦٤٧)

میں بدل دیں، یعنی تیار فصل کو تباہ کر دیں تو یہی بارش سے خوش ہونے والے اللہ کی ناشکری پر اتر آئیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کو نہ ماننے والے صبر اور حوصلے سے بھی محروم ہوتے ہیں۔ ذرا سی بات پر مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے اور ذرا سی ابتلا پر فوراً ناامید اور گریہ کناں ہوجاتے ہیں۔ اہلِ ایمان کا معاملہ دونوں حالتوں میں ان سے مختلف ہوتا ہے۔"[1]

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان آیات میں دراصل دنیا دار اور خدا فراموش انسان کی فطرت بیان کی گئی ہے کہ جب کسی دنیادار پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو اس وقت خوش تو ہوتا ہے، مگر اللہ کا شکر پھر بھی ادا نہیں کرتا اور جب نعمت کے زوال کا وقت آتا ہے، تو اس وقت اسے اللہ یاد تو آتا ہے، مگر شکر گزاری کے لیے نہیں، بلکہ اسے کفریہ اور ناشکری کے کلمات کا ہدف بنانے کے لیے۔ نعمت ملنے پر اللہ کا احسان ماننے کے لیے تو قطعاً تیار نہ تھا۔ زوالِ نعمت پر اور بھی برگشتہ ہوگیا اور اللہ کو کوسنے لگ گیا کہ اس نے ہم پر کیسی یہ مصیبت ڈال دی ہے۔

ان آیات میں ایک لطیف اشارہ بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی جب اللہ کے رسول اس کی طرف سے پیامِ رحمت لاتے ہیں، تو لوگ اس کی بات نہیں مانتے اور اس نعمت کو ٹھکرا دیتے ہیں، پھر جب ان کے کفر کی پاداش میں اللہ تعالیٰ ان پر ظالموں اور جباروں کو مسلط کر دیتا ہے، اور وہ جو ظلم وستم ڈھاتے ہیں تو وہی لوگ اللہ کو گالیاں دینا

[1] أحسن البیان (ص: ۱۱۳۸، ۱۱۳۹) طبع شاہ فہد قرآن کمپلیکس سعودیہ.

شروع کر دیتے ہیں اور اس پر الزام یہ دیتے ہیں کہ اس نے کسی ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا بنا ڈالی ہے۔"[1]

④ پکی ہوئی زرد کھیتی:

سورۃ الزمر (آیت: ۲۱) میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ﴾

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارتا ہے اور اسے زمین کے سوتوں میں پہنچاتا ہے۔ پھر اسی کے ذریعے مختلف قسم کی کھیتیاں اگاتا ہے۔ پھر وہ خشک ہوجاتی ہیں اور آپ انھیں زردرنگ میں دیکھتے ہیں۔ پھر انھیں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ اس میں عقل مندوں کے لیے بہت زیادہ نصیحت ہے۔"

زندگی کی بہترین مثال:

زمین میں جو پانی ہے، وہ درحقیقت آسمان سے اترا ہے۔ جیسے فرمان ہے: کہ ہم آسمان سے پانی اتارتے ہیں یہ پانی زمین پی لیتی ہے اور اندر ہی اندر وہ پھیل جاتا ہے۔ پھر حسبِ حاجت کسی چشمہ سے اللہ تعالیٰ اسے نکالتا ہے اور چشمے جاری ہوجاتے ہیں۔ جو پانی زمین کے میل سے کھارہ ہو جاتا ہے وہ کھارہ ہی رہتا ہے۔

---

[1] تیسیر القرآن (۳/ ۵۲۳)

اسی طرح آسمانی پانی برف کی شکل میں پہاڑوں پر جم جاتا ہے۔ جسے پہاڑ چوس لیتے ہیں اور پھر ان میں سے جھرنے بہہ نکلتے ہیں۔ ان چشموں اور آبشاروں کا پانی کھیتوں میں پہنچتا ہے۔ جس سے کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں، جو مختلف قسم کے رنگ و بو کی اور طرح طرح کے مزے اور شکل وصورت کی ہوتی ہیں۔ پھر آخری وقت میں ان کی جوانی بڑھاپے سے اور سبزی زردے سے بدل جاتی ہے۔ پھر خشک ہوجاتی ہے اور کاٹ لی جاتی ہے۔ کیا اس میں عقل مندوں کے لیے بصیرت ونصیحت نہیں؟

کیا وہ اتنا نہیں دیکھتے کہ اسی طرح دنیا ہے۔ آج ایک جوان اور خوبصورت نظر آتی ہے، کل بڑھیا اور بدصورت ہوجاتی ہے۔ آج ایک شخص نوجوان طاقت مند ہے کل وہی بوڑھا کھوسٹ اور کمزور نظر آتا ہے۔ پھر آخر موت کے پنجے میں پھنستا ہے۔ پس عقل مند انجام پر نظر رکھیں، بہتر وہ ہے، جس کا انجام بہتر ہو۔[1]

⑤ ناپائیدار حیاتی پر عمدہ تمثیل:

سورۃ الحدید (آیت: ۲۰) میں مالک کائنات نے فرمایا:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ [الحدید: ۲۰]

”جان لو! کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے، اور ظاہری

---

[1] تفسیر ابن کثیر (٤/ ٤٨٨)

آرائش ہے اور آپس میں فخر اور خودستائی ہے اور ایک دوسرے پر مال و اولاد میں زیادتی کی طلب ہے۔ اس کی مثال بارش کی سی ہے کہ جس کی پیداوار کسانوں کو بھلی لگتی ہے، پھر وہ خشک ہوجاتی ہے۔ پھر تم اسے پک کر زرد ہوتا دیکھتے ہو، پھر وہ ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے اور آخرت میں (نافرمانوں کے لیے) سخت عذاب ہے اور (فرماں برداروں کے لیے) اللہ کی جانب سے مغفرت اور عظیم خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کی پونجی کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

انسانی اور نباتاتی زندگی کا تقابل:

اس آیت میں انسان کی دنیاوی زندگی کا نباتات کی زندگی سے تقابل پیش کیا گیا ہے اور بعض مفسرین نے اس زندگی کو چار مراحل میں تقسیم کر کے ان دونوں قسم کی زندگی کا تقابل بتایا ہے۔ مثلاً یہ کہ انسان اپنا بچپن کھیل کود میں گزار دیتا ہے۔ پھر جب اس پر جوانی آتی ہے تو اس کا محبوب مشغلہ اپنے آپ کو بن سنور کر پیش کرنا ہوتا ہے، تاکہ اگر وہ مرد ہے تو وہ عورتوں کی توجہ کا مرکز بنے اور اگر عورت ہے تو مردوں کے لیے دل کشی کا باعث ہو۔ پھر جب اس عمر سے گزرتا ہے تو اس کو (ہمچو ما دیگرے نیست) قسم کی چیز بننے کی خواہش لاحق ہوتی ہے اور آخری عمر میں اس کی ہوس میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ وہ اپنی ذات کی خوش حالی پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ اپنی اولاد کے لیے جان کھپانا شروع کر دیتا ہے، حتیٰ کہ اسے موت آلیتی ہے۔

نباتات کا بھی یہی حال ہے۔ پیدا ہوتی ہے اپنے کسانوں یا مالکوں کو خوش کرتی ہے اور ان کی کئی توقعات اس سے وابستہ ہوتی ہیں۔ پھر اس پر جوانی کا دور آتا ہے تو ہر ایک کا دل موہ لیتی ہے۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس پر بڑھاپا

آ جاتا ہے اور وہ زرد پڑنے لگتی ہے۔ اور انجام یہ ہوتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ جانوروں کی خوراک بنتا ہے، باقی پاؤں تلے روندا جاتا ہے اور اس مثال سے سمجھانا یہ مقصود ہے کہ جیسے نباتات کی بہار بھی عارضی چیز ہے اور خزاں بھی۔ اسی طرح انسان کی زندگی کی خوشحالیاں بھی عارضی چیزیں ہیں اور تنگ دستی اور مصائب بھی۔ اس کے مقابلہ میں جنت کی بہار اور اس کی تمام تر نعمتیں بھی دائمی اور مستقل ہیں اور اس کی خزاں یعنی جہنم اور اس کا عذاب مصیبتیں بھی دائمی اور مستقل ہیں۔ لہٰذا انسان کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ عارضی اور ناپائیدار چیزوں کے حصول کے بجائے دائمی اور مستقل چیزوں کو اپنا مطمع نظر بنائے اور انھیں کے لیے تمام تر تگ و دو کرے۔ اور جو شخص دنیا کی دلکشیوں میں کھوگیا اور اس کی بہار پر مست ہوگیا، وہ بہت بڑے دھوکے میں پڑ گیا۔ اصل دانش مندی یہ ہے کہ انسان اس دنیا کی زندگی کو محض کھیل کود سمجھنے کی بجائے اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی سمجھے اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کی کوشش کرے۔[1]

---

[1] تیسیر القرآن (٤/ ٣٧٩)

زرد رنگ کے احکام

زرد رنگ کا لباس پہننے کے بارے میں خیال رہے کہ اگر تو وہ لباس معفر بوٹی سے رنگ کر زرد کیا گیا ہو، یا زعفران سے رنگا ہو تو پھر ایسا لباس استعمال کرنے کی ممانعت ہے، اس کے علاوہ زرد رنگ جائز و درست ہے۔

بعض علما کا کہنا ہے، جن احادیثِ مبارکہ میں زرد رنگ کا لباس پہننے کا تذکرہ ہے، اس سے مراد خالص زرد رنگ نہیں، بلکہ زرد رنگ کی دھاریوں والا لباس ہے۔

زرد رنگ کا جواز:

زرد رنگ کے جواز پر علما نے بطورِ دلیل کئی احادیث کو پیش کیا ہے، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

پہلی حدیث:

حضرت عبید بن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اے عبداللہ! میں نے تم کو چار ایسی چیزیں کرتے دیکھا ہے، جو میں نے تمھارے ساتھیوں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ انھوں نے کہا:

وہ کیا چیزیں ہیں؟ میں نے کہا:

1. تم طواف میں صرف رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کو چھوتے ہو۔
2. تم ایسے جوتے پہنتے ہو، جس کے چمڑے میں بال نہیں ہوتے۔

③ تم (بالوں یا کپڑوں کو رنگنے میں) زرد رنگ کا استعمال کرتے ہو۔

④ اور میں نے دیکھا ہے کہ جب تم مکہ میں ہوتے ہو (تو چاند دیکھتے ہی اِحرام نہیں باندھتے بلکہ) یوم الترویہ (آٹھویں تاریخ) کو باندھتے ہو، جب کہ دوسرے تمام لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: جہاں تک ارکان کو چھونے کی بات ہے، تو میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو کسی رکن کو چھوتے نہیں دیکھا، سوائے رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے اور بغیر بالوں کے چمڑے کے جوتے کے متعلق عرض ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو ایسے چمڑے کے جوتے پہنے دیکھا ہے، جس میں بال نہیں تھے۔ آپ ﷺ انھیں پہنے پہنے وضو بھی کر لیتے تھے۔ اس لیے میں بھی ایسے ہی جوتے پہننا پسند کرتا ہوں:

”وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا“

”اور زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ نبیِ مکرم ﷺ کو زرد رنگ سے (بالوں یا کپڑوں) کو رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔ پس اس لیے میں بھی زرد رنگ سے رنگنا پسند کرتا ہوں۔“

اِہلال (تلبیہ کہنا) کی بات یہ ہے کہ میں نے نبیِ اقدس ﷺ کو تلبیہ پڑھتے نہیں سنا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا اونٹ چلنے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔

دوسری حدیث:

امام ابو داود سلیمان بن اشعث بجستانی رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب ”سنن ابی داود“ میں زرد رنگ کے کپڑے کے جواز کے بارے میں باقاعدہ

باب باندھا ہے: "بَابٌ: فِي الْمَصْبُوْغِ بِالصُّفْرَةِ" پھر اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔ جناب زید بن اسلم بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبَغُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتّٰى تَمْتَلِئَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ؟ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبَغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتّٰى عِمَامَتَهُ»[1]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی زرد رنگ سے رنگا کرتے تھے، یہاں تک کہ اُن کے کپڑے بھی اس رنگ سے بھر جاتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں؟ انھوں نے کہا: تحقیق میں نے رسول مکرم ﷺ کو دیکھا کہ وہ اِسی سے (اپنے کپڑے) رنگتے تھے اور انھیں اس سے بڑھ کر اور کوئی رنگ زیادہ محبوب نہ تھا اور وہ اپنے سب کپڑے اسی سے رنگتے تھے، حتی کہ پگڑی بھی۔''

تیسری حدیث:

ایسے ہی امام ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ میں مردوں کے لیے زرد رنگ کے جواز پر باب باندھا ہے: "بَابُ الصُّفْرَةِ لِلرِّجَالِ" اور پھر یہ حدیث لائے ہیں، جو کہ سنداً ضعیف ہے، حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبیِ اقدس ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم نے آپ ﷺ کے نہانے کے لیے پانی رکھا تو آپ ﷺ نے غسل فرمایا:

«ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِمِلْحَفَةٍ صَفْرَاءَ»

''پھر میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں زرد چادر پیش کی (جو آپ ﷺ نے اوڑھ لی)۔''

[1] سنن أبي داود، كتاب اللباس، رقم الحديث (٤٠٦٤)

میں نے آپ ﷺ کے شکمِ مبارک کی سلوٹ پر ورس کا نشان دیکھا۔[1]

چوتھی حدیث:

صحیح بخاری اور سنن ابی داود میں ہے، حضرت عَمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تو ہمارے ہاں سے گزر کر آتے اور واپسی پر بھی ہمارے پاس سے ہو کر جاتے اور ہمیں بتایا کرتے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے ایسے ایسے کہا ہے۔

اور میں ایک ذہین لڑکا تھا۔ اس طرح میں نے کافی سارا قرآنِ کریم حفظ کر لیا۔ آخر کار میرے والد اپنی قوم کا ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے نماز کی تعلیم دی اور فرمایا:

''تمھارا وہ آدمی امامت کرائے جو قرآنِ کریم سب سے زیادہ پڑھا ہو۔''

چناں چہ میں قوم میں زیادہ پڑھا ہوا تھا، کیوں کہ میں (بہت دنوں سے) قرآن یاد کر رہا تھا تو انھوں نے مجھے امامت کے لیے آگے کر دیا:

''فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ لِي صَغِيرَةٌ صَفْرَاءُ''

''میں ان کی امامت کرانے لگا اور مجھ پر زرد رنگ کی ایک چھوٹی سی چادر ہوا کرتی تھی۔''

جب میں سجدے میں جاتا تو کچھ بے پردہ سا ہو جاتا، ہماری عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا: ہم سے اپنے قاری کا ستر تو ڈھانپ دو، چناں چہ ان لوگوں نے مجھے ایک عمانی قمیص خرید کر دی، اس سے مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کسی اور شے سے نہیں ہوئی تھی، چناں چہ میں ان کی امامت

---

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٦٠٤)

کرایا کرتا تھا اور میری عمر اس وقت سات یا آٹھ سال تھی۔[1]

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات تو واضح ہے کہ زرد رنگ کا کپڑا پہننے کی اجازت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ وہ کپڑا زعفران سے زرد نہ کیا گیا ہو، کیوں کہ زعفران سے رنگا گیا زرد رنگ جائز نہیں ہے۔

زعفرانی رنگ کی ممانعت:

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ»[2]

''رسول اللہ ﷺ نے مرد کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔''

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

اس حدیثِ مبارک میں ''مُحرِم'' (حالتِ احرام) کی قید ہے۔ یعنی حالتِ احرام میں زعفرانی کپڑا پہننا جائز نہیں۔ اس سے لیا جاتا ہے کہ (جو حالتِ احرام میں نہ ہو) غیر مُحرِم کو ایسے کپڑے کا استعمال جو زعفران سے رنگا گیا ہو جائز ہے۔''

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''امام مالک اور ایک جماعت نے غیر مُحرِم کے لیے ایسے کپڑے کو جو زعفران سے رنگا گیا ہو، جائز قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ نہی اور ممانعت مُحرِم کے ساتھ خاص ہے۔''[3]

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٤٣٠٢) سنن أبي داود، رقم الحدیث (٥٨٥)

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٥٨٤٦)

[3] فتح الباري (١٠/ ٣٠٥) طبع دار المعرفة بیروت.

صحیح مسلم میں ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، تو دریافت کیا:

«أُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِهٰذَا؟»

''کیا تیری ماں نے تجھے یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا تھا؟''

میں نے عرض کیا: ''أَغْسِلُهُمَا؟'' ''کیا میں انھیں دھو ڈالوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

«بَلْ أَحْرِقْهُمَا» ''بلکہ ان کو جلا دے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ هٰذَا مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا»[1]

''یہ کافروں کا لباس ہے، پس تو اِسے مت پہن۔''

توضیح:

زعفران، مشہور بوٹی ہے، اس سے رنگا ہوا کپڑا زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ عصفر بھی ایک بوٹی ہے جو زعفران کی طرح زرد رنگ دیتی ہے۔ اس کی حرمت کی وجہ علما نے یہ بیان کی ہے کہ ایک تو یہ رنگ عورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے کافر بھی اس رنگ کا لباس پہنتے ہیں۔ ان دونوں کی مشابہت سے بچنے کے لیے یہ حکم دیا گیا ہے۔[2]

الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ:

الشیخ محمد صالح المنجد لکھتے ہیں:

---

① صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن لبس الثواب المعصفر.

② دليل الطالبين شرح رياض الصالحين از حافظ صلاح الدين يوسف (٢/ ٤٨٧)

ساقیِ اربابِ ذوق

PDF BOOK COMPANY

مدد، مشاورت، تجاویز اور شکایات :

Muhammad Husnain Siyalvi
0305-6406067
Sidrah Tahir
0334-0120123
Muhammad Saqib Riyaz
0344-7227224

برقی کتب

''جن رنگوں کے کپڑوں کے پہننے میں علما کے درمیان اختلاف ہے، ان میں سے ایک زعفران سے رنگا ہوا کپڑا بھی ہے (یہ پیلا اور زرد رنگ دیتا ہے) لیکن زعفران کے علاوہ دوسرا زرد رنگ سے رنگا ہوا کپڑا اہلِ علم کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔

زعفران سے رنگے ہوئے لباس کے بارے میں اہلِ علم کے تین اقوال پائے جاتے ہیں:

ان میں سے صحیح ترین قول شافعیہ کا قول ہے اور حنابلہ کے ہاں بھی ایک روایت ہے کہ مرد کے لیے زعفران سے رنگے لباس کو پہننا حرام ہے، اس کی دلیل انس رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث ہے:

''نبیِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو منع فرمایا کہ وہ زعفران کپڑوں پر لگائے۔''[1]

الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''صحیح قول یہی ہے کہ مرد کے لیے عصفر سے رنگا لباس پہننا حرام ہے اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا بھی۔''[2]

امام نووی:

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"يجوز لبس الثوب الابيض والأحمر والأصفر والاخضر والمخطط وغيرها من الوان الثياب، ولا خلاف في هذا، ولا كراهة في شيء منه"[3]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨٤٦)

[2] دیکھیں: الشرح الممتع (٢/ ٢١٨) بحوالہ الإسلام سوال و جواب فتویٰ رقم: ١٧١٢١٧.

[3] المجموع (٤/ ٣٣٧)

''سفید، سرخ، زرد اور دھاری دار اور دوسرے رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ اس میں کوئی کراہت ہے۔''

علاوہ ازیں امام نووی رحمہ اللہ نے ریاض الصالحین میں ایک باب قائم کیا ہے، جس میں دوسرے رنگوں کے ساتھ ساتھ زرد رنگ کے جواز کا بھی تذکرہ کیا ہے:

"بابُ اِسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْأَبْيَضِ، وَجَوَازِ الْأَحْمَرِ وَالْأَخْضَرِ وَالْأَصْفَرِ وَالْأَسْوَدِ وَجَوَازِهِ مِنْ قُطْنٍ وَكِتَانٍ وَشَعْرٍ وَصُوْفٍ وَغَيْرِهَا إِلَّا الْحَرِيْرِ"[1]

''سفید کپڑے کے استحباب اور سرخ، سبز، زرد اور کالے کپڑے کے جواز، نیز سوائے ریشم کے روئی، اون اور بالوں وغیرہ کے کپڑوں کے جواز کا بیان۔''

الموسوعة الفقهية:

"الموسوعة الفقهية" میں ہے:

"اتفق الفقهاء على جواز لبس الاصفر ما لم يكن معصفرا أو مزعفراً"[2]

''فقہائے کرام کا معصفر اور زعفران کے علاوہ زرد رنگ کیے ہوئے لباس کو پہننے میں اتفاق ہے۔''

اسی طرح عورت کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ جو چاہے رنگ پہنے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ لباس بے پردگی کا باعث نہ ہو اور جنھوں نے معصفر اور زعفران وغیرہ سے رنگے ہوئے کپڑے کی حرمت پر کلام کیا ہے، انھوں نے اسے مردوں کے ساتھ مقید کیا ہے۔ شیخ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

---

[1] رياض الصالحين، كتاب اللباس.

[2] الموسوعة الفقهية (٦/ ١٣٢، ١٣٦)

''بعض احادیث میں زرد رنگ کے لباس کی ممانعت آئی ہے، لیکن رسولِ مکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے زرد رنگ کا لباس پہننا احادیث سے ثابت ہے۔ اس لیے ممانعت والی احادیث کو منسوخ سمجھا جائے گا، کیوں کہ نبیِ اقدس ﷺ کی وفات کے بعد بھی بعض صحابہ و تابعین نے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہیں۔''[1]

مخصوص لباس اور اسوۂ نبوی ﷺ:

بعض پیروں اور فرقہ پرستوں نے اپنے اپنے مخصوص لباس مقرر کر رکھے ہیں، سبز، نسواری، جوگیا، سیاہ رنگ وغیرہ، پھر لباس کی تراش خراش، خاص طرز کی ٹوپیوں کے مخصوص رنگ اور بناوٹیں مختلف ہیں۔ یہ اندازِ لباس، ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کے لیے سارا دھندہ جاری ہے۔ بلکہ بقول شخصے:

''ان پیروں اور مولویوں نے اپنی اپنی بھیڑیں پال رکھی ہیں اور ان پر خاص خاص نشان لگا رکھے ہیں، تاکہ ان کے ریوڑ کی بھیڑ کسی دوسرے ریوڑوں میں مکس نہ ہوجائے اور یہ پال رکھی ہیں صرف اُون مونڈنے کے لیے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ جو حلال اور ساتر لباس میسر ہو وہ پہنے، کیوں کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔''[2]

زرد رنگ کا خضاب:

ڈاڑھی کا رنگ تبدیل کرنے کے لیے جس طرح منہدی کے ذریعے سے سرخ کرنا جائز ہے، اسی طرح زرد رنگ کرنا بھی درست ہے۔

---

[1] شرح صحیح مسلم (٦/ ٣٦٣)

[2] مقالات دانش (ص: ٤٠٤)

صحیح بخاری و مسلم اور ابن ماجہ میں حضرت عبید بن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا:

"رَأَيْتُكَ تُصَفِّرُ لِحْيَتَكَ بِالْوَرْسِ؟"

''میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ ورس کے ذریعے سے اپنی ڈاڑھی کا رنگ زرد کر لیتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟)۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

« أَمَّا تَصْفِيرِيْ لِحْيَتِيْ، فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهٗ »[1]

''میرا اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگ کرنے کا سبب یہ ہے کہ میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو اپنی ریشِ مبارک زرد کرتے دیکھا ہے۔''

---

[1] سنن ابن ماجه، باب الخضاب بالصفرة، رقم الحديث (٣٦٢٦)

آٹھواں باب

⑦ گلابی رنگ = وَرْدَةٌ

Pink یا RED ROSE

گلابی رنگ کے لیے الفاظ:

گلابی رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے قرآنِ مجید میں ایک ہی لفظ آیا ہے اور وہ ہے: "وَرْدَةٌ"

الفاظ کی لغوی وضاحت:

وَرْدَةٌ: اسم جنس ہے۔

امام راغب مفردات القرآن میں لکھتے ہیں:

"اَلْوَرْد": اصل میں گل سرخ کو کہتے ہیں اور یہ لفظ "وَارِدٌ" سے ہے، جس کے معنی "قافلے سے پہلے پانی پر آنے والا" کے ہیں۔"

مشہور ہے کہ گلاب کا پھول تمام پھولوں سے پہلے ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے اسے "وَرْدٌ" کہا جاتا ہے۔ پھر ہر درخت کے پھول کو (مجازاً) "وَرْدٌ" کہہ دیتے ہیں۔ چناں چہ درخت کے پھول دار ہونے پر "وَرَّدَ الشَّجَرُ" بولا جاتا ہے۔

پھر گھوڑے کے رنگ کو بھی گل سرخ کے ساتھ تشبیہ دے کر "فَرَس وَرْدٌ" کہا جاتا ہے۔ آثارِ قیامت کے طور پر جب آسمان سرخ ہوجائے گا تو اسے بھی قرآن نے "وَرْدَةٌ" کہا ہے۔

گلابی رنگ اور قرآنی آیات:

اس رنگ کو ظاہر کرنے والی صرف قرآنِ کریم میں ایک ہی آیت ہے۔

آسمان کا پھٹ کر گلابی ہوجانا:

سورۃ الرحمٰن (آیت: ۳۷) میں ہے:

﴿ فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴾

''پھر جب آسمان پھٹ جائے گا، تو وہ سرخ چمڑے کی طرح گلابی ہو جائے گا۔''

یہ روزِ قیامت کا ذکر ہے۔ آسمان کے پھٹنے سے مراد ہے، بندش افلاک کا کھل جانا، اجرامِ سماوی کا منتشر ہو جانا، عالم بالا کے نظم کا درہم برہم ہوجانا۔ اور یہ جو فرمایا کہ آسمان اس لال چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ہنگامہ عظیم کے وقت جو شخص زمین سے آسمان کی طرف دیکھے گا، اسے یوں محسوس ہوگا کہ جیسے سارے عالم بالا پر ایک آگ سی لگی ہوئی ہے۔[1]

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''جس طرح کھال کھینچ لینے کے بعد جسم کا گوشت سرخ سرخ نظر آتا ہے، اسی طرح آسمان بھی سرخ نظر آئے گا۔ یہاں سرخی کو سرخ کھال سے تشبیہ دی ہے اور یہ تشبیہ نہایت موزوں ہے۔ یہ روزِ قیامت کے ظہور کی تصویر ہے کہ آج تو تم بڑی ڈھٹائی سے قیامت کا انکار کر رہے ہو، لیکن وہ دن بھی آنے والا ہے، جب آسمان شق ہوجائے گا اور یہ نیلگوں چھت سرخ کھال کی طرح نظر آئے گی۔

---

(1) بحوالہ تفہیم القرآن (٥/ ٢٦٤)

مطلب یہ ہے کہ اس وقت کیا کرو گے؟ کیا اس وقت انکار کرو گے؟ آخر اپنے رب کی کن کن شانوں کو جھٹلاؤ گے، اس کے عجائباتِ قدرت تو یکے بعد دیگرے ظاہر ہی ہوتے رہیں گے۔"[1]

[1] تدبر قرآن (۸/ ۱۴۱) طبع فاران فاؤنڈیشن، لاھور

گلابی رنگ کے احکام

گلابی رنگ عورتوں کے لیے جائز ہے

پہلی حدیث:

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن جریج، عطاء رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں، جب ابن ہشام (جبکہ وہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے مکہ کا حاکم تھا) نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کر دیا، تو اس سے انھوں نے کہا: تم کس دلیل پر عورتوں کو اس سے منع کر رہے ہو؟ جب کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے۔

ابن جریج نے پوچھا: یہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے، یا اس سے پہلے کا؟ انھوں نے کہا: میری عمر کی قسم! میں نے انھیں پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد دیکھا ہے۔

اس پر ابن جریج نے پوچھا: پھر مرد عورت مل جاتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ اختلاط نہیں ہوتا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے الگ رہ کر ایک الگ کونے میں طواف کرتی تھیں، ان کے ساتھ مل کر نہیں کرتی تھیں۔

ایک عورت (وقرہ نامی) نے ان سے کہا: ام المومنین! چلیے! حجرِ اسود کو بوسہ دیں، تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا تو جا چوم، میں نہیں چومتی اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن رات میں پردہ کر کے نکلتی تھیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور مرد باہر آجاتے

(تو وہ اندر جاتیں) میں اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ ثبیر پہاڑ پر ٹھہری ہوئی تھیں، جو مزدلفہ میں ہے۔

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ اس وقت پردہ کس چیز سے تھا؟ عطا نے بتایا کہ ایک ترکی قبہ میں ٹھہری ہوئی تھیں، اس پر پردہ پڑا ہوا تھا:

"وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرَ ذٰلِكَ، وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا" [1]

"ہمارے اور ان کے درمیان اُس کے سوا کوئی چیز حائل نہ تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک گلابی رنگ کا کرتہ تھا۔"

دوسری حدیث:

سنن ابی داود میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوغٌ بِعَصْفَرٍ مُوَرَّدًا، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟»

"ایک دن رسولِ کریم ﷺ نے مجھ کو کسم سے رنگا ہوا گلابی رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: یہ کیا ہے؟"

میں اس ارشادِ گرامی سے سمجھ گیا کہ آپ ﷺ نے میرے اس کپڑے کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے، چناں چہ میں فوراً گیا اور اپنے اس کپڑے کو جلا ڈالا، پھر جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

«مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ؟» "تم نے اپنے اس کپڑے کا کیا کیا؟"

میں نے کہا: "أَحْرَقْتُهُ" "میں نے اس کو جلا ڈالا۔"

رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: ...

[1] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب طواف النساء مع الرجال (١٦١٨)

«اَفَلَا کَسَوْتَهٗ بَعْضَ أَهْلِكَ، فَإِنَّهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ لِلنِّسَاءِ»[1]

''تم نے اس کپڑے کو اپنی کسی عورت کو کیوں نہیں پہنا دیا۔ کیوں کہ عورتوں کے لیے اس قسم کے کپڑے میں کوئی حرج نہیں۔''

[1] مشکاة المصابیح، کتاب اللباس، رقم الحدیث (٤٣٦٢ وسنده ضعیف)

نواں باب:

⑧ گہرا چمکیلا = فَاقِعٌ

INTENSE BRIGHT

گہرے چمکیلے رنگ کے لیے قرآنی الفاظ:

اس رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے قرآنِ کریم میں صرف ایک ہی لفظ وارد ہوا ہے اور وہ ہے: "فَاقِعٌ"

فَاقِع (گہرا چمکیلا) کی لغوی وضاحت:

فَاقِع: اسم فاعل واحد مذکر غائب۔ فَقْعٌ، فَقَعٌ، فُقُوْعٌ تینوں مصدر ہیں۔ باب فتح و نصر وسمع" گہرا زرد یا خالص زرد۔

امام راغب مفردات القرآن میں لکھتے ہیں:

"أَصْفَرُ فَاقِعٌ" کے معنی گہرے زرد رنگ کے ہیں اور یہ "أَصْفَر" کی تاکید ہے۔ جس طرح "أَسْوَدُ حَالِكٌ" میں "حَالِكٌ" کا لفظ "أَسْوَدُ" کی تاکید بن کر استعمال ہوتا ہے۔"

قرآن کریم میں ہے: "صَفْرَآءُ فَاقِعٌ" گہرا زرد رنگ۔ "فَقْعٌ" ایک قسم کی کھنمی ہے، جس کے ساتھ ذلیل آدمی کو تشبیہ دے کر کہا جاتا ہے۔ هُوَ أَذَلُّ مِنْ فَقْعٍ بِقَاعٍ" وہ جنگل کی کھنمی سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

خلیل نے کہا ہے:

''شراب کو ''فُقَّاع'' اس لیے کہتے ہیں کہ اس پر جھاگ ابھر آتی ہے اور تشبیہ کے طور پر پانی کے بلبلے کو بھی ''فَقَاقِيعُ الْمَاءِ'' بولتے ہیں۔''[1]

الشیخ عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''فَاقِع: فَقَعَ لَوْنُهٗ، بہ معنی رنگ کا صاف اور خالص ہونا، گہرا زرد ہونا اور ''فَقَعَ'' بہ معنی سرخ رنگ والا ہونا۔ ''فَقَعَ'' کا لفظ دراصل ''اَصْفَرَ'' کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ ''اَصْفَر فَاقِعٌ'' بہ معنی گہرا زرد رنگ۔ گویا ''فَقَعَ'' کا لفظ ہر رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔ تاہم اس کا اکثر استعمال زرد کے ساتھ مختص ہے۔ یعنی گہرا زرد رنگ جو زرد اور سرخ کے درمیان ہوتا ہے۔''[2]

گہرا چمکیلا (فَاقِعٌ) رنگ اور قرآنی آیات:

یہ قرآن میں صرف ایک ہی بار آیا ہے، قصہ بقرہ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ﴾ [البقرة: ٦٩]

''وہ پھر کہنے لگے کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا ہو؟ فرمایا، وہ کہتا ہے: وہ گائے زرد رنگ کی ہو، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہو۔''

---

[1] المفردات القرآن (٢/ ٨٠٧)

[2] مفردات القرآن (ص: ٩٦٤)

قصہ بقرۃ کی تفصیل:

بنی اسرائیل میں ایک مال دار اور صاحبِ ثروت آدمی تھا۔ (علامہ قرطبی نے کہا ہے: اس کا نام عامیل تھا) اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کے بھتیجے نے اپنے امیر ترین چچا کو املاک و جائیداد کے لالچ میں قتل کر دیا۔ تاکہ اس کا وارث بن جائے۔ اس کی لاش کو لوگوں کے راستے میں پھینک دیا۔ اور پھر جب صبح ہوئی تو خود ہی مظلوم بن کر چیخ و پکار کرتا ہوا اپنے چچا کے قاتل کو تلاش کرنے لگا۔ قاتل کہاں سے ملتا، کیوں کہ قاتل تو وہ خود تھا۔ آخر شبہ نے تہمت کی شکل اختیار کر لی اور اختلاف باہمی کی خوف ناک صورت پیدا ہوگئی۔

لوگوں نے کہا: تم جھگڑنے کی بجائے اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس کیوں نہیں جاتے؟ تو اس کا بھتیجا اپنے مقتول چچا کا معاملہ لے کر اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اس آدمی کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جس کے پاس اس مقتول کا علم ہے، وہ ہمیں اس کے بارے میں اطلاع دے۔ تو کسی کے پاس علم نہ تھا۔ اب لوگوں نے آپ علیہ السلام سے التجا کی کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں دریافت کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا اور عرض کیا کہ اس واقعہ نے قوم میں سخت اختلاف رونما کر دیا ہے تو خود علیم و حکیم ہے، میری مدد فرما اور قاتل کو ظاہر کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ان کو کہو کہ ایک گائے ذبح کریں اور اس کے بعد گائے کے ایک حصے کو مقتول کے جسم پر لگائیں، اگر وہ ایسا کریں گے تو ہم اس مردے کو زندہ کر دیں گے اور معاملہ واضح ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہی کہا

کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کا ٹکڑا مقتول کو لگاؤ، مردہ زندہ ہو کر قاتل کا نام ظاہر کر دے گا۔ ان کو اس پر تعجب ہوا کہ قاتل بتلانے میں اور گائے ذبح کرنے میں کیا مناسبت ہے۔ اس لیے انھوں نے کہا: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں جاہل ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، کیوں کہ ٹھٹھا و مذاق کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ میں تو وہی کچھ کہہ رہا ہوں جو میری طرف وحی ہوئی ہے۔ اب انھوں نے اپنی کج بحثی اور حیلہ جوئی کی خصلت کے مطابق بحث شروع کر دی۔

انھوں نے کہا: آپ اللہ سے معلوم کریں کہ وہ گائے کیسی ہو؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ گائے بوڑھی ہو نہ بچھیا، پھر کہا: اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ فرمائے اس کا رنگ اور کلر کون سا ہو؟ کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ گہرے زرد رنگ کی گائے ہو جو دیکھنے والوں کو اچھی لگتی ہو۔

انھوں نے پھر کہا: معلوم کریں کہ اس کی صفت کیسی ہو؟ یعنی اس کی کچھ تفصیلی صفات معلوم ہونی چاہییں، کیوں کہ ابھی تک اس کی تعیین کے متعلق ہم مشتبہ حالت میں ہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت پا جائیں گے۔ فرمایا: وہ گائے محنت کے کام نہ کرتی ہو، نہ ہل چلاتی ہو، نہ کھیتوں کو پانی دیتی ہو، وہ صحیح و سالم اور بے داغ ہو۔ انھوں نے کہا: اب آپ نے پوری بات بتائی ہے۔

جب تمام سوالات کے جوابات سن لیے اور حیلہ جوئی کا ان کے لیے کوئی موقع باقی نہ رہا۔ تب وہ تعمیلِ حکم پر آمادہ ہوئے اور وحیِ الٰہی کے مطابق گائے کو ذبح کیا۔ اس کا ٹکڑا مقتول کو لگایا تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو گیا۔ اس نے من و عن واقعہ بیان کر دیا، قاتل کا نام بتلا دیا اور پھر مر گیا۔ قاتل وہی شخص تھا جس

نے قاتل کا مطالبہ کیا تھا، اس کو اس برے عمل کی پاداش میں قتل کر دیا گیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جب اس حیران کن "خدائی شان" نے حقیقت کو واشگاف کر دیا تو قاتل کو بھی اقرار کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہا۔ اس طرح نہ صرف قاتل ہی کا پتا چل گیا، بلکہ مختلف اسباط اور خاندانوں میں اختلاف پیدا ہو کر جو سخت خانہ جنگی اور خون ریزی کی صورت رونما ہوچکی تھی، اس کا بھی خوش اسلوبی کے ساتھ خاتمہ ہوگیا۔

بعض کتبِ تفسیر، جامع البیان، طبری میں ہے:

"جس وقت ان لوگوں کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اگر یہ اسی وقت کسی بھی گائے کو ذبح کر دیتے تو کافی تھا۔ لیکن انھوں نے بے جا سوال کر کے اس گائے کے معاملہ میں اپنے اوپر قیودات و قدغنیں لگوائیں۔ اللہ نے بھی ان پر سختی کی، اگر یہ آخر میں ان شاء اللہ نہ کہتے تو یہ اس گائے کی طرف کبھی بھی ہدایت نہ پاتے۔ جس گائے کا انھوں نے تعین کیا تھا، وہ صرف ایک بوڑھی عورت کے پاس تھی، جس کے یتیم بچے تھے۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس گائے کے علاوہ اور کسی گائے کو ذبح نہیں کریں گے تو اس نے اس گائے کی قیمت بہت بڑھا دی۔ (سدی کی روایت میں ہے: اس عورت نے اس کے وزن سے دس گنا زیادہ سونا طلب کیا)۔"[1]

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا: وہ عورت بہت زیادہ قیمت مانگ رہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم نے خود اپنے اوپر سختی کی ہے، اب اس کی منہ مانگی قیمت دو۔ انھوں نے وہ قیمت ادا کر کے گائے کو خریدا اور اس کو ذبح کیا۔

---

[1] تفسیر طبري (١/ ٢٦٩)

دسواں باب

⑨ گہرا سبز سیاہی مائل = اَدْھَمْ

DENSE GREEN / FOREST GREEN

گہرے سبز رنگ کے لیے قرآنی الفاظ:

اس رنگ کو ظاہر کرنے کے لیے قرآن حکیم میں ایک ہی لفظ آیا ہے اور وہ ہے: "مُدْھَآمَّتَانِ".

مُدھَآمَّتَانِ کی لغوی وضاحت:

مُدْھَآمَّتَان: گہری سبز جنتیں۔ یہ "أَدْھَم" سے ہے۔ اِدْھِیمَام سے اسم فاعل تثنیہ اس کا واحد "مُدْھَامَّۃٌ" ہے۔

اِدْھِیمَامٌ: کے معنی، بہت زیادہ سیاہ ہونا کے ہیں۔ چوں کہ سرسبز و شاداب باغ سیاہی مائل ہوتا ہے، اس لیے یہ تعبیر اختیار کی گئی ہے۔

قاموس القرآن، قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی، طبع کراچی.

مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ وضاحت کرتے ہیں:

"مُدْھَآمَّتَانِ اسم فاعل، اسم مفعول، تثنیہ مونث مُدھَآمَّۃٌ واحد۔ دونوں سرسبز ہیں، اتنے سرسبز کے ان کا رنگ ہی سیاہ ہوگیا۔

اِدْھِیمَام: مصدر، سیاہ ہونا، یعنی گہرا سبز کا ہی ہوجانا۔

دُھْمَۃ: سیاہی، حَدِیْقَۃٌ دَھْمَاء انتہائی سرسبز باغ۔ دُھْمٌ: ہر مہینے کی

آخری تین راتیں، جن میں بالکل تاریکی ہوتی ہے۔ دُهَيْمٌ اور دُهَيْمَةٌ کالی مصیبت، سخت مصیبت۔[1]

گہرا سبز رنگ اور قرآنی آیات:

اس کا تذکرہ قرآنِ کریم کی سورۃ الرحمٰن (آیت: ٦٤) میں صرف ایک ہی بار کیا گیا ہے:

﴿ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴾

"اور ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہوں گے۔ اپنے رب کے کِن کِن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ گھنے سرسبز وشاداب باغ۔"

شرح وتفسیر:

اصل الفاظ ہیں: مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ۔ دُوْنَ کا لفظ عربی زبان میں تین مختلف معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے:

- ایک کسی اونچی چیز کے مقابلے میں نیچے ہونا۔
- دوسرے کسی افضل واشرف چیز کے مقابلے میں کم تر ہونا۔
- تیسرے کسی چیز کے ماسوا یا اس کے علاوہ ہونا۔

اس اختلافِ معنی کی بنا پر ان الفاظ میں ایک احتمال یہ ہے کہ ہر جنتی کو پہلے کے دو باغوں کے علاوہ یہ دو باغ اور دیے جائیں گے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ دو باغ اوپر کے دونوں باغوں کی بہ نسبت مقام یا مرتبے میں فروتر ہوں گے، یعنی پہلے دو باغ یا تو بلندی پر ہوں گے اور یہ ان

[1] لغات القرآن (٥/ ٣٤٤)

سے نیچے واقع ہوں گے یا پہلے دو باغ بہت اعلیٰ درجہ کے ہوں گے اور یہ ان کے مقابلے میں کم تر درجہ کے ہوں گے۔

اگر پہلے احتمال کو اختیار کیا جائے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ دو مزید باغ بھی ان ہی جنتیوں کے لیے ہیں، جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور دوسرے احتمال کو اختیار کرنے کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ پہلے دو باغ مقربین کے لیے ہیں اور یہ دو باغ اصحاب الیمین کے لیے۔ اس دوسرے احتمال کو جو چیز تقویت پہنچاتی ہے، وہ یہ ہے کہ سورۃ الواقعہ میں نیک انسانوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک سابقین، جن کو مقربین بھی کہا گیا ہے، دوسرے اصحاب الیمین، جن کو اصحاب المیمنہ کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اور ان دونوں کے لیے دو جنتوں کے اوصاف الگ الگ ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ مزید برآں اس احتمال کو وہ حدیث بھی تقویت پہنچاتی ہے جو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ان کے صاحبزادے ابوبکر نے روایت کی ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''دو جنتیں سابقین یا مقربین کے لیے ہوں گی، جن کے برتن اور آرایش کی ہر چیز سونے کی ہوگی اور دو جنتیں تابعین یا اصحاب الیمین کے لیے ہوں گی، جن کی ہر چیز چاندی کی ہوگی۔''[1]

ان باغوں کی تعریف میں لفظ ''مُدْهَامَتَان'' استعمال فرمایا گیا ہے۔ مُدْهَام ایسی گھنی سرسبزی کو کہتے ہیں، جو انتہائی شادابی کے باعث سیاہی مائل ہوگئی ہو۔[2]

---

[1] فتح الباري، كتاب التفسير، تفسير سورة الرحمن.

[2] بحوالہ تفہیم القرآن (۵/ ۲۷۰۔ ۲۷۱)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس محنت اور خدمت کو قبول فرمائے۔
آمین یا رب العالمین.

والسلام

غلام مصطفی فاروق

ریحان چیمہ، تحصیل سمبڑیال

ضلع سیالکوٹ، پاکستان

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

اگر تم جان لو!

اخذ و ترتیب

غلام مصطفٰی فاروق

مؤلف کی دیگر کتب

- دوہرے اجر کے مستحق لوگ
- اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ فخر لوگ
- آدابِ دعا
- یہ اعمال اپنائیں اور حج کا ثواب اپنائیں
- احکامِ سترہ

کتاب سرائے

پبلشرز' ڈسٹری بیوٹرز' مشیران کتب خانہ جات

الحمد مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار' لاہور - پاکستان

فون: 0092-42-37239884-37320318

ای میل : kitabsaray@hotmail.com

تقسیم کار

فضلی بک سپر مارکیٹ

اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔

فون: 32212991-32629724